بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

کم اللہ ببدر و انتم اذلة

بدر

BADR – QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی عہ
بغیر ضمیمہ درس قرآن مجید

چہ گویم با تو گر آئی بہ ہادر قادیان مینی | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۴۶ | دوا بینی شفا بینی عوض دار الامان مینی

(قیمت پیشگی چار روپے)

(نمبر ۲۴-۲۵-۲۶)

مورخہ ۲۶ ربیع الاول و ۳ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ علی صاحبہا التحیة والسلام مطابق ۷-۱۴-۱۰ اپریل ۱۹۱۰ء مطابق ۷ چیت ۱۹۶۶ بکرمی

سارے جہاں سے اچھا دار الاماں ہمارا | اڈیٹر مفتی محمد صادق عفی اللہ عنہ | دار الاماں ہمارا جنت نشاں ہمارا


# وَجَعَلَهُ رَبُّهُ رَضِيًّا

# مبارک مبارک مبارک

حمد و شکر اس پروردگار حقیقی کے لئے ہے۔ جس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمارے امام و مرشد حضرت خلیفة المہدی والمسیح کو حضرت ابراہیم کی طرح اس بڑھاپے میں چوتھا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ قادیان آنے سے پہلے حضرت موصوف کے کئی بیٹے ہوئے۔ مگر سب چھوٹی عمر میں فوت ہو کر آپکے لئے فرط بنتے رہے آپنے ہر ایک کی وفات کے وقت مومنانہ صبر و شکر سے کام لیا۔ ایک دفعہ ایک دوست نے اس دلی خیر خواہی کے سبب جو اپنے احباب کو اولاد کی نعمت سے متمتع دیکھنے کے لئے ہوتی ہے حضرت خلیفہ صاحب کو ایک ایسے طبیب سے مشورہ لینے کی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ جو بے اولادی کے علاج کا مدعی تھا۔ حضرت موصوف نے اسوقت کیا مومنانہ کلمات فرمائے۔ کہ مجھے تو ایسی اولاد کی ضرورت ہے۔ جو نیک ہو۔ متقی اور صالح ہو۔ خدا کو راضی کرنے والی اور دین اسلام کی خادم ہو۔ اگر وہ طبیب ایسی اولاد پیدا کرنے میں ساعی ہو سکتا ہے۔ تو میں اس کی مشہرہ فیس سے کئی سو درجہ زیادہ دینے کو طیار ہوں۔ سبحان اللہ! خدا تعالیٰ کے پیاروں کے سب کام اور ان کی سب خواہشیں خدا ہی کی خاطر ہوتی ہیں۔ جب کہ آپ کا فرزند محمد احمد نام جو بھیرہ میں پیدا ہوا تھا۔ قادیان میں فوت ہوا۔ تو مخالفین نے اس پر ہنسی اڑائی۔ جس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کو آپ کا فرزند عبد الحی ایک رویا میں دکھلایا گیا۔ اور اس کے بدن پر چند نشانات بھی دکھائے گئے۔ جن کے آثار اب تک موجود ہیں۔ اس کے بعد پھر ایک دفعہ حضرت اقدس مرحوم و مغفور کو آپ کا ایک اور بیٹا دکھایا گیا۔ جس کا نام عبد السلام رکھا گیا۔ اس کے بعد جب تیسرا بیٹا .. پیدا ہوا۔ تو حضرت مرحوم نے اس کا نام عبد الوہاب رکھا۔ فرمایا یہ بڑھاپے میں موہبت الٰہی ہے اب خدا تعالیٰ نے آپکو چوتھا فرزند عطا فرمایا ہے۔ جو ۱۹۔ اپریل ۱۹۱۰ء کی صبح کو پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو لمبی عمر عطا فرمائے اور انبیاء کے علوم کا وارث کرے اور صحت و عافیت کے ساتھ با اقبال زندگی عطا کرے۔ آمین (بدر)

اس خوشخبری کے ساتھ ہی ہم احباب کو حضرت خلیفة المہدی کی صحت کی بھی خوشخبری دیتے ہیں۔ حضور کو درد عصابہ سے بہت تکلیف رہی الحمد للہ اب اتنا آرام ہے کہ درس قرآن شریف چند دن سے شروع ہے اور بیماروں کو دیکھنے کیواسطے بھی تشریف لاتے ہیں ان خوشیوں کے شکریہ میں ہم ایسے دو شخصوں کے نام جو پوری قیمت اخبار نہ دے سکتے ہوں اور اخبار کا خریدنا ان کے علاقہ میں مفید ہو۔ پورا اخبار چار روپیہ والا ایک سال کے واسطے صرف ایک روپیہ وصول ہونے پر جاری کر دینگے۔

(کتبہ محمد)


(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے باہتمام محمد صادق مینجر اخبار و ملیح چھپکر شائع ہوا)

# خطبہ جمعہ

مورخہ ۱۸ - اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

(ایک دردمندانہ تقریر - جو پڑھیں اور دوسروں کو سناویں ضرور)

حضرت امیر المومنین نے ۱۸ - اپریل کو باوجود ضعف ونقاہت وعلالت کے تشریف لا کر مسجد اقصےٰ میں مفصلہ ذیل خطبہ فرمایا۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ اما بعد - اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم - ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون -

جب میں بچہ تھا۔ میں نے اپنے شہر میں اس آیۃ کریمہ کا وعظ سنا تھا تین چار مہینے اس کا وعظ ہوتا رہا - ان اللہ مع الذین اتقوا - متقیوں کے ساتھ اللہ ہوتا ہے - کسی کے ساتھ کسی کا باپ ہے۔ کسی کے ساتھ باپ اور ماں دونوں ہیں - کسی کے ساتھ اس کے بھائی ہیں کسی کے ساتھ اس کے دوست - کوئی کراپنے جتھے پر نازاں ہے - غرض معیت کے سوا انسان خوشحال نہیں ہو سکتا - میں نے دیکھا ہے۔ بیوی ہو تب انسان خوش ہوتا ہے۔ حاکم ہو - فوج ہو - مال واسباب ہو - جب جا کر خوشی حاصل ہوتی ہے معیت کا انسان متوالا ہے - میری طبیعت میں محبت کا مادہ ہے - میں نے دیکھا ہے کہ محبت بھی معیت کو چاہتی ہے - بطال لوگوں میں محبت کا مادہ ہو تو وہ بھی معیت کے متوالے ہوتے ہیں صوفیوں میں ان بطال لوگوں کے متعلق بحث بھی ہے - مگر اس سے انکار نہیں کہ معیت کی تڑپ سب میں ہے انسان جب سرد ملکوں میں جاوے - تو گرم کپڑوں کی معیت - دین کا سفر کرے تو پیسوں کی معیت چاہیئے۔

غرض انسان معیت بغیر کچھ بھی نہیں - مگر خدا کی معیت سے بڑھ کر بھی کوئی معیت نہیں ہو سکتی - کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر وقت موجود ہے سوتے جاگتے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری معیت چاہتے ہو - تو تقویٰ اختیار کرو - تقویٰ میں تمام عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ آجاتے ہیں - چنانچہ اس کے ساتھ ہی محسنون فرمایا - اور احسان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایسی عبادت کرنا کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو یا کم از کم یہ کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے -

میں اس وقت بڑی مشکل سے یہاں آیا ہوں - میرے سر میں ایسا درد ہے جیسا کوئی سر پر کلہاڑی چلاتا ہے - میں نے اس مرض میں اپنی اور تمہاری حالت کا بہت مطالعہ کیا ہے - بعض اوقات مجھ کو اپنی آنکھوں کا بھی ڈر ہوا ہے بعض اوقات بعض حق کا بھی خیال آیا ہے - غرض عجیب عجیب خیالات گذرے ہیں سو ان میں سے ایک بات تمہیں سناتا ہوں - میرا ارادہ تھا کہ میں صرف عربی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کہہ کر بیٹھ جاؤں - مگر قدرتی - جو مجھ کو ہوتی ہے - اس واسطے میں یہی سمجھ کر کہ یہ میرا آخری کلمہ ہے یوں بھی سمجھ لو کہ یہ آخری دن ہے - تم لوگ بھی یہاں اکٹھے ہوئے تھے - گذشتہ کل - انجمن حمایت الاسلام علیگڑھ والے بھی اکٹھے ہوئے ہیں - وہاں بھی رپورٹیں پڑھی گئی ہیں - یہاں بھی - ہمارے رپورٹر نے بھی رپورٹ پڑھ دی - کہ اتنا روپیہ آیا - اتنا خرچ ہوا - پر میں سوچتا رہا ہوں - کہ یہ لوگ یہاں کیوں آئے - یہ روپیہ تو بذریعہ منی آرڈر بھی بھیج سکتے تھے اور رپورٹ چھپ کر ان کے پاس پہونچ سکتی تھی - میرے اندازہ میں جو آدمی یہاں آئے تین ہزار سے زیادہ نہ تھے - پھر جو لوگ عمائد تھے وہ اگر مجھ سے علیحدہ ملتے - تو میں ان کے لئے دعائیں کرتا انہیں کچھ نصیحتیں دیتا۔ لیکن افسوس کہ اکثر لوگ اس وقت آئے - کہ تو بھی السلام علیکم یکہ تیار ہے - تم یاد رکھو - میں ایسے میلوں سے سخت متنفر ہوں میں نے ایسے مجمعوں کو جن میں روحانی تذکرہ نہ ہو - حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں - یہ روپیہ تو وہ منی آرڈر کے بھیج سکتے بلکہ اس طرح بہت سا خرچ جو بہانداری پر ہوا وہ بھی محفوظ رہتا یہاں کے دوکانداروں نے بھی افسوس دنیا کی طرف توجہ کی - اور کہا کہ جلسہ باہر نہ ہو شہر میں ہو - ہماری چیزیں بک جاویں - میں ایسے اجتماع اور ایسے روپے کو جو دنیا کے لئے ہو - حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں - جوش رہا ہے - وہ یاد رکھے اور دوسروں تک یہ بات پہونچا دے - میں اسی غم میں پگھل کر بیمار بھی ہو گیا - کیا اچھا ہوتا کہ تم میں سے جو تمہاری باہر کی جماعتوں کے سکرٹری و عمائد آئے تھے وہ مجھ سے علیحدہ ملتے میں ان کو بڑی نیکیاں سکھاتا اور بڑی اچھی باتیں بتاتا - لیکن افسوس کہ ہماری صدر انجمن نے بھی ان کو یہ بات نہ بتائی - اس لئے مجھ کو ان سے بھی رنج ہے - کیا آیا کتنے روپے جمع ہوئے - ہم کو اس سے کچھ بھی غرض نہیں -

**ہم کو تو صرف خدا چاہیئے۔**

مجھ کو نہیں معلوم کہ کیا جمع ہوا - کیا آیا مجھ کو اس کی مطلق پروا نہیں - پھر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو مقدم کرو - ہماری کوششیں اللہ کے لئے ہوں - اگر یہ نہ ہو - تو ہائی اسکول کیا حقیقت رکھتا ہے اور اس کی عمارتیں کیا حقیقت رکھتی ہیں - ہمیں تو ہمارا مولا چاہیئے اپنے احباب کو خط لکھو اور ان کو تنبیہہ کرو - میں تو لاہور اور امرتسر کے لوگوں کا بھی منتظر رہا - کہ وہ مجھ سے کیا سیکھتے ہیں - لیکن ان میں سے بھی کوئی نہ آیا - میں چاہتا تھا - کہ لوگ میری زندگی ہی میں متقی اور پرہیزگار بنیں - اور دنیا اور اس کی رسموں کی طرف کم توجہ کریں۔

---

**معذرت** - جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں لکھا جا چکا ہے ایام جلسہ سے پہلے ہی یہاں کسی قدر طاعون کی شکایت تھی بعد جلسہ اس میں شدت پیدا ہوئی ہوئی اور اب تک سو سے زائد آدمی گاؤں میں فوت ہو چکے ہیں جیسا کہ اکثر احباب کو معلوم ہے اخبار بدر کا دفتر تو مدرسہ تعلیم الاسلام کے متصل ہے لیکن کسی مکان کے نہ ملنے کے سبب مطبع بدر احمدیہ محلہ میں نہیں ہے بلکہ گاؤں کے ایک اور کوچہ میں ہے جس میں - - طاعون کی زیادتی کے سبب پریسین اور کل کشان نے وہاں کام کرنے سے عذر کیا - کچھ تو یہ سبب ہوا اور کچھ یہ کہ کاغذ جو لاہور سے منگوایا گیا تھا اسکی بلٹی گاڑی والے سے گم ہو گئی - آخر پریس کی کل چند روز کیواسطے بند کی ۔ ۔ ۔ ۔ گئی اور کاغذ بھی دیر میں بہم پہونچا - تب کام شروع ہو سکا - ان وجوہات سے اخبار بدر میں اس دفعہ غیر معمولی دیری ہوئی - ہم ان دوستوں کے شکرگذار ہیں - جنہوں نے اس دیری کا سبب پوچھتے ہوئے اظہار ہمدردی کیا چونکہ یہ اخبار دیر سے نکلتا ہے اسواسطے اگلا اخبار بجائے ۲۸ - اپریل کے ۵ مئی کو شائع ہوگا۔

**مبارک** - (۱) حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاں فرزند نرینہ ہونیکی خبر صفحہ اول میں درج ہو چکی ہے - خدا مبارک کرے -

(۲) برادرم غلام سرور صاحب قانونگوئی رہتک کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے خدا مبارک کرے احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں کہ نیک ہو عمر دراز ہو اور نافع الناس وجود صالح و متقی بنے -

(۳) ہمارے عزیز نوجوان شیخ تیمور امتحان ایم - اے (مضمون انگریزی) میں کامیاب ہوئے اللہ تعالیٰ مبارک کرے -

(۴) مرزا عبد الکریم صاحب پوچھیے سے اطلاع دیتے ہیں - کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرزند نرینہ عطا کیا ہے نام عبد الرحیم رکھا گیا اللہ تعالیٰ مبارک کرے احباب سے مولود مسعود کیواسطے درخواست دعا ہے۔

**مدینۃ المسیح** - مدرسہ تعلیم الاسلام ۱۲ - اپریل سے کھلا ہوا ہے اور پڑھائی شروع ہے - لنگر کا انتظام سردست عارضی طور پر حکیم محمد عمر صاحب فیروزپوری کے سپرد ہے جو محنت اور جانفشانی سے اپنے فرائض کی ادائگی میں مصروف نظر آتے ہیں - بابو محمد اشرف صاحب کلرک دفتر محاسب دو ماہ کی رخصت حاصل کر کے وطن تشریف لیگئے ہیں۔

**دعا مدد** - اصغر علی خان صاحب فیروزپور سے اپنے بیمار بھائی کیواسطے - برادر عبد المسیح صاحب اپنے بیمار بھائی سید حکیم عبد الرحیم دہلوی حال سیالکوٹ کیلئے برادر عبد الغفور صاحب سانبھر سے اپنے بیمار بھائی قاضی برکات المغنی کیواسطے احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔

قادیان - علی گڑھ اور لاہور سے جو احمدی امیدوار امتحان ہیں وہ احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں -

**سنت احمدیہ** - یہ نئی تصنیف ہے جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی کی ۸۸ صفحہ کی کتاب ۲۰×۲۶/۸ تقطیع - قیمت ۴ ر - نماز روزہ زکوٰۃ نکاح - طلاق کے متعلق تمام مسائل آیات و احادیث سے استدلال [illegible]

# تقریر حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ؑ

## بر جلسہ سالانہ

۲۶ - مارچ سنہ ۱۹۱۰ء ۲ بجے ۵ منٹ سے ۴ بجے ۳ منٹ تک

آپ نے پارہ ۱۳ سورہ الرعد ۹ رکوع پڑھ کر فرمایا۔

**علم** ایک علم ہوتا ہے اور اس کے مقابل میں ایک جہل ہے سارے کمالات انسان کے علم کے ساتھ وابستہ ہیں درد۔ دُکھ۔ اور تمام مصیبتیں جہل کے ساتھ وابستہ ہیں۔

علم ہوتا ہے تو اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے علم ہوتا ہے تو رسولوں کی معرفت۔ علم ہوتا ہے تو اللہ۔ رسُل کی کتابوں سے آگاہی۔ علم ہوتا ہے تو اپنی ضرورتوں کے لئے کتابوں سے استخراج و استنباط کرتے ہیں۔ علم ہوتا ہے تو جو مخلوقات میں عجائبات ہیں ان عجائبات کا مطالعہ کر کے ہم اپنے منافع کے اشیاء جمع کر لیتے ہیں۔

یہ جو آجکل اسٹیم انجن بنے ہیں (میرے مذاق کے مطابق جن کا سب سے بڑا فائدہ کتابوں کا چھپنا ہے) اور جن کے ذریعہ ہزاروں ہزار کارخانے چلتے ہیں اور جن پر اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے کھانے پینے پہننے مکانوں سواریوں کے آرام ہیں یہ سب علم کی برکات ہیں۔

غرض جن جن کو یہ علوم حاصل ہیں ان کو اتم طور پر آرام ہے اور جن کو کامل علوم حاصل نہیں۔ وہ اسی نسبت سے تکلیف میں ہیں۔ علم دنیا کا ہو یا علم دین کا۔ آرام کا موجب ہے۔ وہ عظیم الشان انسان جس کا نام ابراہیم علیہ السلام تھا۔ اسکی دُعا ہے۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ

انسان کو جب ہم دیکھتے ہیں۔ تو اس میں دو قسم کے کمالات پاتے ہیں۔ ایک جسم کے لئے آرام ایک رُوح کے لئے جسم کے کمالات کے متعلق کھانے پینے پہننے مکانوں کے سامان ہیں۔ عمدہ عیش و آرام کے سامان ہیں سواریوں کے سامان۔ بیوی بچوں کے عجیب در عجیب شواغل۔ قوم میں معزز بننے اور ملکوں میں حکومت کرنے کے سامان ہیں۔

**ہر آن تغیر** باوجود اس قدر سامانوں کے تیار ہونے کے ہم دیکھتے ہیں کہ جسم ایک وقت محدود کے لئے ہے اور کل یوم ہو فی شان فرمایا۔ بلکہ صوفیاء نے لکھا ہے کہ انسان ہر آن میں فنا ہوتا ہے اور یہ سے ہی صحیح۔ کہ جو حالت ہمارے باپ کے جسم میں تھی وہ آج نظر نہیں آتی۔ پھر جو ماں کے پیٹ میں تھی وہ بھی نہیں۔ پھر ہم بچے تھے تو اور طرح کے اعضاء تھے جوان ہوئے تو اور طرح کے بڑھے ہوئے تو اور ہی حالت ہے۔ غرض یہ جسم ہر آن تحلیل ہوتا رہتا ہے۔ تو جب اتنا بڑا سامان اس قدر انبیاء اس قدر کتابیں۔ اس قدر طاقتیں صرف اس آن میں الگ ہونے والی چیز کیلئے ہیں تو دائمی بقا کے لئے کچھ نہیں؟ ایک رُوح ہے جس میں بقا کی تڑپ ہے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے اس نے اپنے بقا کے لئے ہاتھ پاؤں مارے۔ آج تک جس قدر دوائیں ایجاد ہوئی ہیں مطلب یہی تھا۔ کہ کسی طرح فنا سے بچ جاویں۔ غرض روح کا فطری تقاضا ہے کہ میں باقی رہ جاؤں۔

**سامان قدرت** جس قدر قوٰے مجھ کو دئے گئے ہیں ان کے متعلق سامان بھی ملے ہیں۔

مثلاً آنکھ ہے۔ میری نظر مضبوط ہے۔ تکان کو محسوس نہیں کرتی میں اپنی فطرت کے اندر پاتا ہوں کہ کوئی خوشنما نظارہ میرے سامنے ہو۔ عمدہ خط و خال کی چیزیں میرے سامنے آئیں۔ تو اس کے سامان بھی مہیا ہیں کبھی میں شاعر ہوتا تو کتابوں کے حرفوں کو زلف اور خط و خال سے تشبیہ دیا کرتا۔ کان چاہتے ہیں۔ عمدہ بات سننے کو ملے۔ کامیابیوں کی خبریں آویزہ گوش ہوں۔ خوش آواز کان تک پہونچے۔ تو جس خدا نے کان بخشے اس کے لئے سامان بھی بخشے۔

میرے ناک میں خصوصیت ہے کہ عمدہ عطر گلاب۔ دس روپے تولہ کا ہو تو دل خوش ہوتا ہے ناک میں یہ خاصیت تھی۔ تو ہم دیکھتے ہیں کہ فطرت نے اس کے سامان بھی دئے۔

میری زبان چاہتی ہے کہ قسم قسم کے عمدہ ذائقے ہوں کبھی نمکین کبھی مرچ کبھی میٹھے۔ کبھی کھٹے۔ کبھی شیرین کبھی تلخ۔ میں دیکھتا ہوں اس کے سامان بھی موجود ہیں۔ زبان قسم قسم کے مضامین بولنا چاہتی ہے اس کا سامان بھی موجود ہے۔ ہاتھ پاؤں اور کمال انسان کے لئے اور اعضاء بھی ہیں۔ انہیں خواہش ہے اور اس خواہش کا سامان بھی موجود ہے۔

ٹٹولنے کی قوت ہے۔ بعض موقعہ پر ملائمت بہت پیار بخشتی ہے۔ مخفی راز سے بیبیوں کے جسم میں ایسی بات ہوتی ہے کہ دیکھنے سونگھنے۔ ہاتھ لگنے سے جوش اٹھتا ہے۔ تو وہ سامان بھی مہیا ہے۔ غرض ہر قسم کے قوٰے کے لئے ہر قسم کے سامان ہیں۔

**بقائے روح کے اسباب** ان قواعد قویہ سے میں یقین کرتا ہوں۔ کہ روح میں اگر بقا کی تڑپ ہے۔ تو اس کے لئے بھی سامان ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کروڑ در کروڑ سنکھ در سنکھ حیات ملے۔ مگر پھر اس کے ساتھ فنا ہو۔ تو میرا دل اس حیات پر خوش نہیں ہوتا۔

ایک ہمارا عزیز تھا وہ پہلے ہندو تھا پھر مسلمان ہو گیا اس نے یہ فقرہ سنا ہوا تھا۔ اس کو آریہ لوگوں نے ترغیب دی کہ واپس آ جاؤ۔ اس نے کہا کہ میری روح میں تڑپ ہے۔ ابدی حیات کی کیا تمہارے مذہب میں مجھے یہ بات حاصل ہو سکتی ہے انہوں نے کہا "نہیں" یہ سُن کر اس نے جواب دیا کہ پھر میں تم میں نہیں آ سکتا۔ کیونکہ جب کہ آسائش و آرام کا زمانہ قلیل ہے تو وہ مجھے اس دنیا میں خواہ کسی مذہب میں رہوں حاصل ہے اور ابدی حیات کی تڑپ رکھتا ہوں وہ تم میں نہیں بلکہ اسلام میں ہے۔

ہم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا ہے جو قریب تھے کہ خودکشی کر لیں۔ جب ہم نے ان کی ڈھارس بندھائی ہے تو وہ باز آ گئے یہ ڈھارس بندھانے والی چیز کیا ہے۔ یہ بھی روح کی بقا کی ہی تڑپ ہے۔

**قرآن شریف کے سامان مہیا کیا** جب میں اپنے نبی پر نازل ہونیوالے قرآن مجید میں عطاءً غیر مجذوذ پڑھتا ہوں تو جی چاہتا ہے کہ اس پیارے نبی کے قدم چوم چوم کے اس پر قربان ہی ہو جاؤں جس نے میری فطرت کا تقاضا پورا کر دیا۔ غرض روح بقا چاہتی ہے۔ علم چاہتی ہے ہمیں اس کی آواز قرآن میں ملتی ہے۔ کہ میں تمہیں علمی ترقی دونگا اور تمہیں بقا کے مکان میں پہونچاؤں گا۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو (جن کو میں اپنی بصیرت کے مطابق کمالات نبوت۔ کمالات رسالت کمالات انسانیت کا خاتم یقین کرتا ہوں) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تو رب زدنی علماً کہے۔ تو ہم تجھے اور علم دینگے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ انسانی ترقی علوم کے لئے اسلام میں کس قدر راہ کشادہ ہے۔

**مُردوں سے ملاقات** پھر میں نے مابعد الموت لوگوں سے ملاقات کی ہے اور ان سے جہنم و جنت کے حالات کی نسبت سوال کیا ہے۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ بہت بیمار اور بہت مضمحل ہے۔ میں نے کہا تم تو مر گئے تھے۔ اور ہم نے سنا ہے کہ مرنے کے بعد بیماری جاتی رہتی ہے۔ پھر تمہارا یہ حال کیوں ہے اس وقت میرے سامنے ایک عورت کی گئی۔۔۔ اور مجھے بتایا گیا کہ اس کے عشق میں سزا دیتے ہیں یہ خواب دیکھ کر میری ایسی حالت ہوئی۔ کہ میں مدت تک عورتوں کا چہرہ دیکھنے سے بیزار ہو گیا۔

یہاں تک کہ اپنی ماں سے بھی۔ جو عورت ... روٹی پکاتی تھی۔ میں نے اسے بھی کہلا بھیجا۔ کہ اگر تم چاہو تو میرا کھانا باہر بھیجدیا کرو میں گھر میں نہیں آؤں گا۔

آخر میں اس شہر میں گیا جہاں کا وہ شخص تھا۔ میری وجاہت بھی تھی۔ اس میں ایک محلہ ہے۔ جس کی عورتیں بہت حسین ہیں۔ چند لڑکیاں ایک شادی کے موقعہ پر جا رہی تھیں۔ میں نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ۔ وہ ٹھہر گئیں۔ ان میں میں نے اس لڑکی کو پہچان لیا۔ اس کا نام پوچھا جو بتا دیا گیا۔ اس کے بعد میں نے اس شخص متوفی کے دوست سے پوچھا کہ سچ کہو کہ وہ کس پر عاشق تھا۔ اس نے کہا کہ جب یہ مرنے لگا ہے اس وقت میری ران پر اس کا سر تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارے عشق کا حال کسی اور کو بھی معلوم ہے تو اس نے کہا ایک خدا کو معلوم ہے ایک مجھے ایک اس لڑکی کو ایک تمہیں۔ تو تو موجود نہیں تھا۔ پس تمہیں یہ گمان کس طرح ہوا میں نے کہا مجھے بھی کسی نے اطلاع دیدی۔ اور جب اس نے مجھے نام بتلانے سے انکار کیا۔ تو میں نے سب پتہ نشان دیا اور وہ بہت ہی حیران ہوا۔

**ایک اور نظارہ** پھر میں نے ایک اور نظارہ دیکھا ایک شخص بہشت میں ہے۔ جو فی غرفات آمنون ہے میں نے اس سے پوچھا کہ تم تو بڑے زانی اور شرابی تھے۔ تمہارا مکان یہاں کس طرح ہو گیا۔ اس نے کہا کہ خدا نے ہماری غریب الوطنی پر رحم فرما دیا۔ بعد میں ہم نے اس کی نسبت دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا کہ کچہری سے پھر گھر نہیں آیا۔ دو برس کے بعد ہمارے دوست آئے۔ تو انہوں نے بتایا کہ فلاں مر گیا اور مقام کیانی (جو بمبئی سے ۸ میل ہے) دفن ہوا۔ اس کے مرنے کا تو میں پہلے ہی سے یقین تھا۔ صرف غریب الوطنی کی تشریح کا انتظار تھا۔ جو اس وقت کھل گئی۔ کہ وہ بارادہ حج جا رہا تھا۔

یہ باتیں میں ان لوگوں کے لئے پیش کرتا ہوں۔ جو مجھے راستباز سمجھتے ہیں۔ اور صداقت سے مجھے کیا چیز باز رکھ سکتی ہے دنیوی غرض تم سے مجھے قطعاً کوئی نہیں۔ اگر کوئی ایسی بات ہو۔ تو جو لوگ یہاں رہتے ہیں۔ سب سے پہلے ہمارے منکر وہ ہو جاویں۔ میں ان میں سے کسی کا بھی محتاج نہیں ہوں۔ میں تو روٹی بھی خدا کی پکائی ہوئی کھانے والا ہوں اور کپڑے بھی خدا کے دئے ہوئے پہنتا ہوں۔ مجھ پر تو گھر والوں کا بھی کوئی احسان نہیں اتنی عمر اس فضل میں گذر گئی تو باقی تھوڑی رہ گئی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ مجھے کسی کا محتاج نہیں کرے گا۔ القصہ یہ شہادت میں نے بھی تمہارے آگے پیش کی ہے اور یقین کے حصول کا ایک ذریعہ راستبازوں کی شہادت بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوتوں میں سے ایک ثبوت راستبازوں کی شہادت ہے! دیکھو! ہمیں جاپان۔ لنڈن کی ہستی کا یقین ہے حالانکہ میں نے خود ان کو نہیں دیکھا۔ صرف سُن کر یقین کیا۔ پھر جن لوگوں کے ذریعہ یہ ایمان حاصل ہوا وہ ان راستبازوں کے مقابل پشہ کے برابر بھی نہیں۔ جو انا الموجود کی صدا سننے والے ہیں۔

غرض علم بڑی راحت بخش چیز ہے اور پھر انبیاء۔ ملائکہ۔ کتب کے علم سے بڑھ کر کوئی راحت بخش شے نہیں ہو سکتی

**علم الٰہی** اللہ کا علم ہر بدی سے روکتا ہے وہ قدوس ہے پاک کو پلید کے ساتھ مناسبت نہیں ہوتی جتنی چیزیں پلیدی کا موجب ہیں۔ خدا کے سبوح قدوس ہونے کے مطالعہ سے دور ہو جاتی ہیں۔ میں نے اس علم سے بہت فائدہ اُٹھایا ہے۔ ہم ہر قسم کا کھانا کھانا جانتے ہیں اور کپڑوں کی کترنیونت سے واقف ہیں اور بڑے بڑے امراء نے ہم سے ان باتوں کے متعلق مشورے پوچھے ہیں۔ مگر میں باوجود ان نعمتوں سے پورے طور پر متمتع ہونے کے تمہیں بتاتا ہوں کہ انبیاء کے کہنے پر چلیں۔ تو کل آرام حاصل ہیں اور ان کی خلاف ورزی میں کچھ ہی دکھ ہے۔

ایک دہریہ تھا وہ اپنے بہت سے آسودہ حال دوستوں کے ساتھ ولایت گیا۔ میرے پاس آیا اور نصیحت کا طالب ہوا۔ میں نے اسے کہا کہ قرآن پر عمل کر لیا کرو۔ چنانچہ جب وہ واپس ہوئے تو اس کے سوا سب کو آتشک ہو گیا تھا۔ میں نے وجہ نجات پوچھی تو کہا کہ تمہاری کتاب نے بچا لیا کیونکہ اسمیں لکھا ہے کہ لاریب فیہ اس میں کوئی ہلاکت کی راہ نہیں۔

**متابعت انبیاء** غرض انبیاء کی اتباع بہت سے برکات کا موجب ہے۔ خود انبیاء نے ان نسخوں کو استعمال کر کے یہ اعزاز حاصل کیا۔ جو وہ لوگوں کو بتاتے ہیں۔ پھر ان کے صحابہ کی جماعت شہداء علی الناس ہے کہ نبی کی اتباع کس قدر برکات کی مثمر اور آسائشوں کی موجب ہو سکتی ہے دنیا میں نام اور ذکر خیر باقی رکھنے کی جو تڑپ ہے۔ وہ بھی اسی راہ سے حاصل ہے۔ نمرود کے حالات باوجود بادشاہ ہونے کے ایسے مشتبہ ہو گئے ہیں کہ کچھ پتہ نہیں چلتا اور وہ بے نام و نشان ہو گیا مگر ابراہیم ایسا نامور بن گیا کہ ابراہیم کے ماننے والے دنیا کے ہر علاقے میں موجود ہیں۔ سارے مسلمان اسے اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ یہودی اس کے مدح سرا ہیں۔ صابی اسی کے نام لیوا عیسائی اس کی تعریف کرنے والے تمام زرتشت کی قوم ابراہیم کو راستباز سمجھتی ہے۔ پھر خود ابراہیم ہی پر یہ انعام نہ ہوئے بلکہ اس کی اولاد میں انبیاء بھی ہوئے۔ بادشاہ بھی۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا۔ اور توریت میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اے ابراہیم میں تیری اولاد کو اتنا بڑھاؤنگا۔ کہ ستاروں کو اور ریت کے ذروں کو کوئی گن سکیگا تو تیری اولاد بھی گنی جائیگی جو تیرے لئے برکت چاہے گا میں اسے برکت دونگا۔ جو تجھ پر لعنت کرے گا میں اسے لعنت کرونگا۔

پس سوچو یہ عزت یہ ناموری یہ ذکر خیر اسے کیوں ملا۔

اذ قال لہ ربہ اسلم۔ قال اسلمت لرب العالمین۔

خدا تعالیٰ نے پوچھا کیوں جی تم فرمانبردار بنتے ہو تو اس نے عرض کیا ہم تو پہلے ہی ہو چکے اور میں تیرا کیوں فرمانبردار نہ بنوں کہ تو رب العالمین ہے۔ ممکن ہے کوئی دہریہ کہے کہ یہ ابراہیم کا خیال تھا۔ مگر یہ خیال بھی کیسا ہی مبارک خیال تھا کہ اتنے برس بعد بھی سچا ہی ثابت ہو رہا ہے پھر جو اپنے لئے بہتری چاہتا ہے اپنی اولاد کے لئے بھی بہتری چاہتا ہے چنانچہ ابراہیم اور ان کے پوتے یعقوب نے اپنی اولاد کو بھی یہی وصیت کی کہ لا تموتن الا وانتم مسلمون۔ اور فرمایا کہ اللہ جس نے دین کو برگزیدہ فرمایا اس کا نام فرمانبرداری ہے اور یہی وہ بات ہے۔ جس پر ابراہیم کے کمالات کا سارا دارومدار ہے۔

جہاں تک ہم دیکھتے ہیں فانی علوم سے خلقت متمتع ہے تو جاودانی علوم سے کیوں متمتع نہ ہو۔ جاودانی علوم سے دل کو جو سکون۔ راحت۔ آرام حاصل ہوتا ہے وہ دوسرے کو مل بھی نہیں سکتا۔ مگر ان جاودانی علوم کے سرچشمے انبیاء ہیں اور ان علوم کا مخزن قرآن مجید ہے۔

**ختم نبوت کی پہلی دلیل** اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ۔ یعنے جس نے اس رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اب اللہ سے آگے اور اس ذات سے بڑھ کر تو کوئی ہے ہی نہیں اس لئے اس رسول کی تعلیم سے بہتر کوئی تعلیم کیا ہو سکتی ہے۔ میرے نزدیک یہ ختم نبوت کی دلیل ہے۔

**دوسری دلیل۔** اللہ تعالیٰ اسی نبی کے لئے فرماتا ہے۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ اے نبی جسے تو نے دکھ دیا اسے خدا نے دکھ دیا اور پھر فرمایا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم۔ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اُوپر ہے۔ اللہ اکبر۔ ان آیات سے نبی کی شان معلوم ہوتی ہے۔ میرے نزدیک یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے +

## فضیلت قرآن

مین نے وید کو سنا ہے اور بڑی احتیاط سے سُنا ہے۔ سام اتھروید۔ ژندوستا وساتیر کو پڑہا ہے۔ سمجھا ہے۔ مجوسیوں کی کتابیں جو بڑی معتبر ہیں پڑہی ہیں۔ پھر اس کے بعد مین نے قرآن شریف کو پڑہا ہے تو اس مین اور ہی بات پائی۔

مین نے شیعی کتب کو بھی پڑہا۔ ایک کتاب چار سو کو ملتی ہے ارادہ ہے کہ وہ بھی منگا کے پڑھ ہی چھوڑوں۔ شیعوں کی چھ اور بقول ان کے چار معتبر کتابیں ہیں۔ کافی۔ تہذیب۔ استبصار۔ مجمع البیان۔ نہج البلاغة۔ ان کے مد مقابل ایک قوم ہے خوارج۔ ان کی کتاب ہے ۲۹ جلدیں۔ جو ہمارے کتبخانے مین موجود ہے۔ ایک سیاح یہان آیا۔ مین نے اس سے کہا آپنے ہمارا کتب خانہ دیکھا۔ اس نے کہا کہ مین استنبول وغیرہ کے کتب خانے دیکھ چکا ہوں۔ مین اسے ساتھ لے گیا۔ یہ کتاب دیکھ کر وہ ہی حیران رہ گیا۔

مین نے سنیوں۔ صوفیوں اور محدثوں کی کتابیں بھی پڑہی ہیں۔ مگر مین ایمانا کہتا ہوں اور تمہارے سامنے اقرار کرتا ہوں (اور مین نہیں جانتا کہ اگلے دسمبر یا مارچ مین مین ہوں گا یا نہین ہوں گا) کہ مین نے سب علوم کو دیکھا۔ قرآن اور بخاری جیسی کوئی کتاب نہیں۔ یہ مین علے بصیرت کہتا ہوں اور دعوے سے کہتا ہوں۔ مین نے سید احمد خان کو بھی سو روپیہ بھیجا۔ کہ جو لکھو بھیجدیا کرو۔ اور اس نے اس وعدہ کو تا دم آخر نبھایا یہ بات مین نے اس لئے بتائی کہ مین لوگوں کے اس وقت کے مقتداؤں سے بے خبر نہیں۔ برہم انم کی کتب بھی مین نے پڑہی ہیں۔ یہ لوگ ایسے ہیں۔ کہ مین انہیں عیسائیوں اور آریوں سے بھی زیادہ خطرناک سمجھتا ہوں۔ نادان کہتے ہیں یہ بڑے نرم ہوتے ہیں۔ مگر مین کہتا ہوں کہ یہ بڑے گرم ہیں اور یہ خدا کے بھاری غضب کے نیچے ہوں گے۔ کیونکہ یہ تمام انبیاء کو جھوٹا بھی کہتے اور مفتری قرار دیتے ہیں اور پھر یہ دعوے بھی کرتے ہیں کہ ہمارا بڑا خلق ہے۔ مین نے ان کی کتابوں کو بڑی دلچسپی سے پڑہا ہے اور مین نے دیکھا ہے کہ یہ انبیاء کی ذات ستودہ صفات پر بڑا سخت حملہ کرتے ہیں اور جو کچھ وہ آپ ہی کے متعلق کہتے ہیں اُسے دروغ مصلحت آمیز قرار دیتے ہیں۔

## نتیجہ تحقیقات

غرض مین سب مذہبوں کی کتابوں کو پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ قرآن سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں۔ اور دنیا مین جو کتاب بھی ایسی ہے۔ کہ اس کی تاریخی روائتیں قابل اعتبار ہیں۔ تو وہ بخاری کا لگا نہیں کہا سکتی ہے۔ اور اس سے زیادہ معتبر ہے۔ سنت ہے۔ مین کچھ مثالیں دونگا۔ تا تمہیں سمجھ آ جاوے کہ سنت وحدیث مین کیا فرق ہے۔

## سُنت

تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ جب امام بخاری امام نہ تھا اور اس نے اپنی کتاب نہ بنائی تھی۔ تو اس وقت بھی وہ پابند صوم وصلوٰة تھا یا نہین۔ ضرور تھا اور مسلمان تھا۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ کو مسلمانوں کا بہت سا حصہ امام مانتا ہے۔ مگر جب وہ امام نہین تھے۔ اور جب مبسوط ومحیط کی تصنیف نہین ہوئی تھی اسوقت بھی لوگ پابند صوم وصلوٰة اور عامل بر شریعت محمدیہ تھے۔ اس کا نام سنت ہے۔

صحابہؓ کے وقت نہ بخاری تھی نہ مسلم نہ کنز نہ قدوری۔ پھر بھی وہ پکے اور سچے مسلمان تھے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا تو وضو کر لیا۔ نماز پڑہتے دیکھا تو نماز پڑھ لی روزہ رکھتے دیکھا تو روزہ رکھ لیا۔ حج کرتے دیکھا تو اسی طرح حج کر لیا۔ اخلاق فاضلہ سے متصف پایا۔ تو وہ اخلاق اختیار کر لئے بس یہی سنت ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو عملدرآمد ہے۔ وہ بچے۔ لڑکے۔ لڑکیاں۔ بوڑھے بوڑھیاں بڑے دیکھتے اور پھر تواتر کے ساتھ دوسری قوم تک پہونچا سارے مسلمان جانتے ہیں۔ کہ فجر کی اتنی رکعتیں ظہر کی اتنی عصر کی اتنی۔ مغرب کی اتنی۔ عشاء کی اتنی۔ کل ۱۷ رکعت فرض ہیں اور بارہ رکعت سنتیں بہ تہجد ہو وتر۔ غرض چالیس رکعتیں تواتر سے ثابت ہیں مجھے شوق ہوا۔ اور مین نے شیعہ۔ خوارج۔ مالکیوں حنفیوں صوفیوں۔ محدثوں کی نمازیں دیکھیں۔ مگر سب نے کہا کہ فرض سترہ ہی ہوتے ہیں نہ فرضوں مین جھگڑا ہے نہ روزوں مین نہ مکہ مین نہ عرفات مین نہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مین۔ اسی طرح اللہ پر۔ ملائکہ پر۔ کتب پر۔ انبیاء پر۔ تقدیر پر۔ جنت ونار پر۔ حشر ونشر پلصراط۔ قبر پر سب کو ایمان ہے۔

## تعامل

اب اتنے بڑے تعامل کو دیکھ کر ہم ایک شخص کی کیوں کر مان لیں۔ جو تیرہ سو برس بعد کہے کہ نمازیوں پڑہنی چاہیئے اور روزہ یوں رکھنا چاہیئے۔

مین تو اس بات کا قائل ہوں۔ کہ تعامل (سنت) کا وجود قرآن سے بھی زیادہ تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ ماشاء الحمد للہ ہے اس کے معنے ہم نے اپنے استاد سے سیکھے اور زیادہ سے زیادہ دو چار مولویوں سے سیکھے۔ غرض جب دو چار مولوین کے کہنے پر یقین ہے۔ تو کیا سارا جہان جو نماز کا طریق سکھا رہا ہے اس پر اعتبار نہین اور ایک احمق کی ہم الٹی طرز کو مان لیں جو وہ نماز کے متعلق بتلائے۔

ایک وہ بے خبری کا زمانہ تھا۔ کہ مین نے ایک دفعہ اپنے استاد سے رفع سبابہ کے متعلق ایک بحث پڑھتے ہوئے پوچھا اہلحدیث کون ہوتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ کوئی فرقہ ہوگا۔

لیکن اب خدا کا فضل ہے۔ مطبع ہے۔ کاغذ ہے۔ ڈاک ہے۔ سب سامان نوشت وخواند اور نشر صحائف موجود ہے۔

پس مین تمہین بتاتا ہوں کہ یہ ایک علم صحیح ہے کہ قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی کتاب نہین (اور تم مجھ سے زیادہ علم نہین رکھتے) اور اس قرآن مجید کے سمجھنے کے لئے تعامل ہے۔ لغت عرب ہے اگر کوئی الہام کوئی وحی کوئی تحقیقات اس تعامل کے خلاف ہے تو میرے نزدیک ایسے شخص کو کہنا چاہیئے کہ تم سے بڑھ کر بھی کوئی لال بجھکڑ کیا ہوگا۔

پھر قرآن مجید مین یہ خوبی ہے۔ کہ جو دعوے کیا ہے اسکی دلیلیں بھی دی ہیں۔ مثلاً شرک سے منع کیا۔ تو فرمایا فضلکم علے العالمین۔ یعنے جنھیں شریک الٰہی بناتے ہو۔ وہ تمہارے خادم ہیں۔ جب وہ مخدوم ہونے کی حیثیت نہین رکھتے تو معبود کیوں کر ہو سکتے ہیں۔ سورج۔ ہوا۔ چاند۔ سب تمہارے خدمت گذار ہیں۔ یہ مخدوم بھی نہین۔ تو معبود کیسے ہوں ایسی بات جس نبی پر نازل ہو۔ وہ خاتم الانبیاء ہی ہونا چاہیئے

تیسری دلیل۔ دنیا مین مذاہب کے مرکز تین ہیں۔ ایرانیوں کا مذہب۔ ہندوستان۔ برہما۔ آسام۔ چائنا۔ جاپان۔ سب کا سردار یہی مذہب ہے۔ ان کا مرکز ایران ہے

(۲) عبرانیوں کا مذہب۔ یہودی۔ عیسائی۔ یورپ امریکہ بعض جزائر ان کا مرکز یروشلم ہے۔

(۳) بُت پرستوں کا مذہب۔ جسے مشرکین عرب نے کمال تک پہونچا دیا تھا۔ یہ تینوں مرکز اہل اسلام نے فتح کئے۔ ابھی جب دار الخلافہ فتح ہو گیا۔ تو باقی ملک خود ہی قبضے مین آگیا۔ جیسے کہ جیلیاں پہاڑیاں کی لڑائی۔ اور ضرور تھا کہ ایسی چھوٹی چھوٹی لڑائیاں صحابہ وغیرہ کے لئے رہ جاوین یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

چوتھی دلیل۔ اللہ کا لفظ ہے۔ دنیا کی کسی کتاب نے اس لفظ پر زور نہین دیا۔ دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش مین جناب الٰہی کے کئی نام رکھے ہیں۔ چنانچہ ایک نام آگ بھسم کرنے والی ہے۔ کیا اس نام مین رحم آ جاتا ہے عدل آ جاتا ہے۔ فضل آ جاتا ہے۔ وحدہ لا شریک ہونا آ جاتا ہے۔ ہرگز نہین۔ خوب یاد رکھو۔ کہ اللہ کے نام کے پرے کوئی نام نہین۔ سارا قرآن بغور دیکھ لو اللہ کو کہیں موصوف نہین قرار دیا۔ اللہ وہ ذات پاک ہے۔ جو تمام صفات کاملہ کی جامع اور تمام نقصوں سے منزہ ہے۔ پھر مین دیکھتا ہوں کہ جو مبعوث ہو کر ہدایت خلق کے لئے آئے گا وہ یا مہدی ہوگا۔ مسیح ہوگا۔ مجدد ہوگا۔ مصلح کہلائے گا۔ غرض

نام میں کوئی خوبی ہوگی - جس کے مطابق اس کا نام ہوگا - مگر تمام تعریفوں کا جامع لفظ تو محمد ہے - پس محمدؐ ہی خاتم الانبیاء و رسول ہو سکتا ہے - جب محمد رسول آچکا - تو اس کے بعد کونسی کمی رہ گئی کہ کوئی الگ رسول آوے - یہ دونوں نام بھی ختم نبوت کی دلیل ہیں ٭

پانچویں دلیل - میں دیکھتا ہوں - کہ انسان انسانیت کے کمالات کے سبب سب مخلوقات پر حکمران ہے - میں نے دیکھا ہے کہ چیتوں سے شکار کراتے ہیں - بازوں سے شکار کراتے ہیں کبوتر کو دیکھا کہ ۲۴ گھنٹے آسمان پر رہتے ہیں - بلاتے ہیں - تو واپس آتے ہیں - سانپوں کو کھلاتے ہیں - بلکہ میں نے یہاں تک دیکھا کہ ہاتھی اور گھوڑے کو کہا کہ مر جاؤ - تو وہ مر گئے ہیں - یہ سب کچھ انسانی کمالات انسانی اخلاق کے نتائج ہیں اب اللہ تعالیٰ ایک انسان کامل کو فرماتا ہے - کہ انک لعلی خلق عظیم - اب خدا جو خود العرش العظیم ہے - جسے وہ عظیم کہتا ہے اس کی عظمت ہمارے وہم و گمان میں کیا آسکتی ہے پھر کسی پر آنکھ کے بینا ہونے کا فضل ہے - کسی کو علم و سیاست بخشی کسی کو علم دیا - مگر اللہ تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے - وکان فضل اللہ علیک عظیما - اب اس سے پرے کون ہو جاوے - یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے ٭

چھٹی دلیل - دنیا کے مذاہب اپنے اپنے مذہبوں کے پھیلانے کے لئے خود کوشش کر رہے ہیں - میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا - کہ چرچ آف انگلینڈ کا خرچ سالانہ ۲۳ کروڑ ہے اور مہاراجہ کپور تھلہ کے سیاحت نامہ میں میں نے پڑھا کہ وہ پوپ کی ملاقات کو گئے - دیکھا کہ وہاں بڑے بڑے شہزادے غلاموں کی مانند کھڑے ہیں - یہ حاضر ہوئے - مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا - مگر پوپ نے پوچھا - کہ آپ کے علاقہ میں مسیحی ہیں کیا تم اقرار کرتے ہو کہ ان سے رعایت رکھو گے جب انہوں نے اقرار دیا تو پھر اس نے ہاتھ بڑھایا - کہ اس پر بوسہ دے لو - دیکھو اپنے مذہب کے بڑھانے کی کس قدر کوششیں ہیں ایک جٹ زمیندار ہے ہوشیار - اس نے بیان کیا کہ میں نواب لفٹنٹ سے ملنے گیا - مجھے پوچھنے لگے - ملک صاحب اُردو پڑھے ہیں - میں نے کہا حضور! تو ایک سنہری جلد والی انجیل مجھے دی - کہ اس کتاب کو پڑھا کرو غرض بعض مذہبوں کے امراء کو بھی اپنے مذہب کے پھیلانے کی اس قدر تڑپ ہے کہ وہ اپنی پرائیویٹ ملاقاتوں میں بھی اس موقعہ کو جانے نہیں دیتے - مگر ایک اسلام ہے - کہ اس کے لئے امراء کو کچھ فکر نہیں - باایں ہمہ اسلام ترقی کر رہا ہے - یہ اس لئے کہ اس کا محافظ خود اللہ تعالیٰ ہے اور اس نے وعدہ کیا - کہ میں اسے محفوظ رکھوں گا - اور وعدہ دیا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجتا رہوں گا - میرے نزدیک یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے

ساتویں دلیل - انجیل میں ایک تمثیل ہے

متی باب ۲۱ آیت ۳۳ تا ۴۶

یہ باغ کا مالک خود محمد رسول اللہ تھا اور یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے

آٹھویں دلیل - قرآن کریم سے یہ بات کھلتی ہے کہ ہدایت کے لئے تین ذرائع ہیں اور واعظ میں تین باتیں ہونی چاہئیں ایک تو وہ اجنبی نہ ہو بلکہ لوگ اسے جانتے ہوں کیونکہ جسے جانتے نہ ہو ممکن ہے کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے بناوٹ سے نیک بن گیا ہو - دوسری شرط یہ کہ وہ بے علم نہ ہو - سوم یہ کہ اپنے علم کی خلاف ورزی نہ کرے - سو اللہ تعالیٰ نے یہ تینوں صفات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ میں جمع کر دیں - وہ فرماتا ہے - ما ضل صاحبکم وما غوے - نبی کریم تمہارے صاحب ہیں وہ بے علم نہیں - انہوں نے علم کے خلاف کبھی نہیں کیا میرے نزدیک یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے -

نویں دلیل - فرماتا ہے کہ علمہ شدید القوےٰ ذو مرۃ فاستوی وھو بالافق الاعلیٰ - حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استاد وہ ہے - جو بڑی طاقتوں والا ہے - بڑا مضبوط ہے وہ تعلیم کے انتہائی مراتب کو طے کر چکا ہے - سارے جہان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کا کوئی انسان دکھاؤ - کہ اس دل گردے کا کوئی اور انسان بھی ہے ہرگز نہیں - میرے نزدیک یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے -

دسویں دلیل - اکملت لکم دینکم - پہلے ایمان چاہیئے - پھر ایمان کے بعد ظاہری محافظ ایمان چاہیئے - معاملات - تمدن معاشرت - معاہدات - استجارات - وصایا - کھانے پینے کا فکر چاہیئے - سب کے متعلق شرعی احکام بیان فرما دئے - اب کونسی دین و دنیا کی چیز باقی رہ گئی - جس کے لئے کوئی اور الگ رسول آوے - یہ ہی ختم نبوت کی دلیل ہے - معترض کہہ سکتا ہے یہ کلیں وغیرہ جو اب ایجاد ہو رہی ہیں - سو اس کا جواب یہ ہے - کہ اگر یہ سب کچھ بتا دیا جاتا تو ہم سست ہو جاتے - اور خدا کے بخشے ہوئے اعضاء ضائع جاتے -

حضرت صاحب کا شعر یاد آگیا - ؎

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال ٭ لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

ظلمت بہت بری چیز ہے - کفر کی ہو یا بدعت کی یا جماعت کی یا بے جا محبت کی یا بے جا بغض کی یا بے جا ظلم کی٭ - میں نے حدیث میں پڑھا ہے - کہ شام کے وقت گھروں کو بند کر دو برتنوں کو ڈھانک دو - بچوں کو باہر نہ نکلنے دو - کیونکہ اس وقت ظلمانی وجود (جن - شیاطین) جوش میں ہوتے ہیں اور میں نے یہ بھی پڑھا ہے - کہ حج کے وقت بھی چوہے کو مار سکتے ہیں - اب یہ باتیں کھلی ہیں اور ہمیں ہانٹ کی جاتی ہے - کہ ان اجرام سے بچو اور چوہے مارو - اللہ اکبر - یہ وہ صداقتیں ہیں وہ ہدایتیں ہیں وہ انکشافات ہیں - جو تیرہ سو برس پہلے ہمارے نبی پر کھل چکے ہیں -

اللّٰھم صل علےٰ محمدؐ و علےٰ آل محمد - ان تمام تعلیمات نبوی سے متمتع ہونا انہی کے لئے ہے جو عقل رکھتے ہیں - جو اللہ کے ساتھ کئے ہوئے عہدوں کو پورا کرتے ہیں اور قول و قرار نہیں توڑتے جن سے خدا نے وصل کا حکم دیا - ان سے تعلقات پیدا کرتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور سوء الحساب سے ڈرتے ہیں جو محض اللہ کے لئے ثابت قدم رہتے ہیں - نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا اس ظاہر و باطن خرچ کرتے ہیں - اور برائی کے مقابل نیکی کرتے ہیں -

**خطبہ نکاح** اس کے ساتھ خطبہ نکاح ہوا اور اسی سلسلہ میں فرمایا - کہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں - کہ عورتوں کے حقوق کی خصوصیت سے نگہداشت کرو - اور ان پر رحم کرو ان کے قصوروں سے درگذر کرو - کہ جس قدر گرم و سرد زمانہ تم نے دیکھا ہے - انہوں نے کب دیکھا - جس قدر تبادلۂ خیالات کا موقعہ تمہیں ملتا ہے - ان کو کب ملتا ہے -

آدم کا بیٹا آدم ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ - پس تم اپنے بیبیوں کے ساتھ ایسے شیر و شکر ہو کر رہو کہ تمہارا گھر جنت بن جاوے اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ آپس میں پیار و محبت - عفو - درگذر ہو - چنانچہ تاکیداً فرماتا ہے ولا تقربا ہٰذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین - شجرہ - شجر سے (دوسرے مقام پر ہے - حتی یحکموک فیما شجر بینہم) جس کے معنے جھگڑے کے ہیں - پس جھگڑے سے بچو ورنہ اپنے تئیں سخت مصیبت میں ڈالنے والے ہوگے -

بی بی کے نکاح کا مقصد ہے - لتسکنوا الیہا - وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ - اگر نکاح سے یہ باتیں حاصل نہیں تو حیف ہے تمہاری زندگی پر -

لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں عورت ناپسند ہے - میں کہتا ہوں کہ تم اس ناپسندہ و مکروہ کو خدا کے لئے پسند کرو - اللہ اس میں خیر کثیر کرے گا - اور اسی تعلق میں تمہارے لئے بہت سے سکھ بہم پہونچا دے گا - چنانچہ فرماتا ہے ان کرہتموھن فعسٰی ان تکرھوا شیئاً و ہو خیر لکم

اسی موقعہ پر میں تمہیں عربی زبان کے سیکھنے کی طرف توجہ دلاتا

٭ ان سب ظلمتوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجات دی -

ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عربی کی طرف بہت توجہ دلائی کیونکہ ہمارے دین کی کتاب عربی میں ہے۔ جمعہ کے خطبہ میں عربی نماز میں عربی۔ گھر سے نکلتے وقت بازار میں جاتے۔ حتے کہ پاخانہ سے نکلتے اور داخل ہونے کے واسطے بھی عربی دعائیں ہیں۔ روزہ کے افطار کے واسطے عربی ہے۔ یہ سب چیزیں ایسی ہیں جن سے ہر مسلمان کو واسطہ پڑتا ہے اور دنیا کے کسی حصہ میں کوئی مسلمان ہو اسے کچھ نہ کچھ عربی بولنی ہی پڑتی ہے۔ پس تم عربی سیکھو۔

میں تمہیں اعلےٰ انہ بامان ہونے کی سفارش نہیں کرتا۔ کہ فیضی ابن سینا۔ تبنی۔ ابو العلا معری بڑے نہ باندان تھے۔ مگر لوگ ان پر ناراض ہیں۔

اس کے بعد آپؓ نے بیعت لی اور فرمایا۔ کہ میں نے چار بزرگوں کی بیعت کی۔ ایک بزرگ۔ جتے بخارا کے۔ دوسرے عبد القیوم بھوپال کے رہنے والے۔ تیسرے شاہ عبد الغنی مہاجر۔ چوتھی اس وقت کے امام مرزا غلام احمدؑ۔ مسیح۔ مہدی۔

میں نے بقدر اپنی طاقت کے ان کی سچی فرمانبرداری میں کوشش کی۔ ان سب کی روحوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بادل ہوں۔

تین وظیفے ہیں۔ (۱) استغفار۔ لاحول۔ درود۔ الحمد للہ قرآن پڑھو۔ مخلوق کو ہو پہنچاؤ۔ اللہ تمہیں توفیق بخشے۔

---

# تقریر خواجہ کمال الدین صاحب

۹ بجے ۴ منٹ سے ۱۰ بجے ۴۵ منٹ تک

---

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

دوستو! ایک چیز کے ماننے کے لئے یا ایک دین کے قبول کرنے کے لئے یا ایک انسان کی عظمت کے قائل کرنے یا اس کا متبع بننے کے۔ لئے مختلف مذاق کے لحاظ سے مختلف وجوہ ہوا کرتے ہیں۔ کوئی تعلیم کا شیدا ہے۔ کوئی معجزات کا کوئی سیرت کا۔ کوئی ملکی فتوحات کا۔ الغرض مختلف مذاق کے لوگوں نے مختلف وجوہ سے راستبازوں کو مانا ہے۔ ہاں وہ بات جس نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیدا بنا دیا ہے۔ وہ رنگ جس نے مجھے مرزا صاحب کا مرید کر دیا یہی ہے۔ جو اس آیت میں پایا جاتا ہے۔ آپ کی شان میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تیرا اٹھنا بیٹھنا تیرا مرنا تیرا جینا۔ الغرض تیرا قول وفعل تیری حرکت وسکون محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

دوستو! نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بے کسی میں اٹھے اسی بے کسی کے ساتھ چلے جاتے۔ تو یہ سوال دوسرا تھا مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ووجدک عائلا فاغنی۔ وہ انسان کال بہت ہی بے بضاعت تھا۔ مگر جب دنیا سے تشریف لیجاتا ہے تو وہ کروڑوں روپوں کا مالک تھا حضرت مرزا صاحب فرمایا کرتے تھے ان کی جائداد کے متعلق کہ بھیڑوں کا کثیر ریوڑ تھا ایک یہودی اسے دیکھ کر کہتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو بڑا مالدار ہے۔ تجھے کیا ضرورت ہے۔ نبی کریمؐ فرماتے ہیں جا سب کا سب تجھے دے دیا۔ دوستو! اگر اگر تواضع کند خوے است۔ ہمارے تمہارے لئے یہ بات کچھ اور رنگ رکھتی ہو۔ مگر سخاوت کا رنگ اس وقت نظر آتا ہے۔ جب لاکھوں ہوں تو لاکھوں ہی دیئے جاویں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری زمانہ میں روپے کی آمد کا یہ حال تھا۔ کہ عباسؓ کو حکم ہوتا ہے۔ جس قدر اٹھا سکتے ہو اٹھا کر لے جاؤ۔ وہ اپنی ہمت سے زیادہ گٹھڑی باندھتا ہے۔ مگر نبی اکرمؐ فرماتے ہیں بقدر ہمت جتنا چاہے اٹھا لے۔ میرا مقصد ان واقعات کے بیان سے جہاں یہ ہے۔ کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت اور مال سے بے اعتنائی بتاؤں وہاں یہ بھی دکھانا ہے کہ مال ودولت کی کچھ کمی نہ تھی بلکہ وہ بادشاہ سب کچھ رکھتا تھا۔ آؤ اب اس شہنشاہ عرب وعجم کے گھر کا نقشہ دیکھیں۔ کہ اس ثروت کی کثرت نے ان کی زندگی وطرز رہائش میں کیا تبدیلی کی۔

دوستو! جب یہ سرور کائنات دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ تو اس کے گھر میں ایک بوریا ہے۔ بس پر وہ لیٹا کرتا۔ چند دینار جو تھے وہ آپ نے خیرات کر دیئے۔ اور فرمایا۔ کہ نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث۔ باقی ایک زرہ تھی۔ سو وہ بھی ایک یہودی کے پاس گروی تھی۔ میرے نزدیک یہی ایک بات نبوت کی صداقت کے لئے کافی دلیل ہو سکتی ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ آخر یہ محنت اس نے کس لئے کی؟ اگر دنیا کے لئے تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ دنیوی ساز وسامان سے متمتع نہ ہوا۔ آخر کس نے اس کو روکا اس کی لڑکی خاتون جنت کی سردار تھی وہ آٹا گوندھتی ہے۔ چکی پیستی ہے۔ سخت تکلیف ہے۔ جناب علی مشورہ دیتے ہیں کہ چند لونڈیاں جو آئی ہیں۔ میں اپنے ابا سے ایک مانگ لوں۔ آپ اس ارادہ سے اپنے ابا کے پاس جاتی ہیں۔ اتفاق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت گھر میں نہیں تھے آپ نے عائشہ صدیقہ سے کہدیا۔ آپ کے تشریف لانے خاتون جنت کی آمد اور ان کے مقصد کی اطلاع دیگئی آپ اسی وقت اپنی دختر کے پاس گئے اور کہا۔ بیٹی۔ میں تجھے بہتر سے بہتر لونڈیاں دے سکتا ہوں۔ لیکن تو جس وقت تھک جاوے۔ تو سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ اللہ اکبر ۳۳ تینتیس تینتیس اور ۳۴ چونتیس بار پڑھ لیا کر۔ وہ ان سے بڑھ کر تیرے خادم نہیں رہ سکتے۔

دوستو! غور کا مقام ہے۔ آپ کو نہ اپنی آسائش منظور ہے نہ اپنی لڑکی کی آخر کس لئے۔ کیا سامان موجود نہیں سامان تو موجود ہے پھر؟ سوا اس کے اور کیا جواب ہو سکتا ہے کہ آپ کی زندگی اپنے لئے نہ تھی۔

عائشہ صدیقہ سے کسی نے دریافت کیا ہے کہ روٹی کے ساتھ سالن کیا ہوتا ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ سالن کیسا۔ ہم تو جو کے آٹے کو چھانتے بھی نہ تھے۔

دوستو! ایک اور واقعہ سنو! بیویاں گھبراتی ہیں اور آپ قرآن کریم کی ماتحت فرماتے ہیں۔ اگر تم کو خدا اور رسول یہ فقر وفاقہ قبول نہیں۔ تو آؤ۔ میں تمہیں رخصت کر دوں۔

دوستو! غور کرو۔ اپنی ذات کے متعلق یہ معاملہ تھا۔ بچوں کے متعلق یہ۔ بیویوں کے متعلق۔ تو پھر کیا وہ مجنون تھا۔ ہرگز نہیں۔ ایسا حکیم مجنون نہیں ہو سکتا۔

دوستو! جناب رسالتمآب کا یہ ایثار۔ قصہ کہانی کے رنگ میں رہتا اور ان تمام باتوں کو فرضی سمجھا جاتا۔ اگر مرزا غلام احمد کی ذات بابرکات میں۔ میں یہ تمام نمونے نہ دیکھتا۔

دوستو! ہم نے اس کے ایثار کو اس زمانہ کی سوسائیٹیوں کے نقطۂ خیال اور اس زمانہ کے رئیسوں کے موازنہ سے دیکھا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ تین چار ہزار ماہوار سے زیادہ آمد رکھتا ہے۔ اور اس کے علاوہ مخلصان ارادتمند قسم قسم کے تحائف بھیجتے رہتے ہیں۔ اور کیوں نہ بھیجتے۔ کہ خدا۔ زمین و آسمان کا خدا۔ عالم الغیب خدا۔ اس مقدس کی زبان پر بیس پچیس سال پہلے فرما چکا تھا۔ کہ یاتیک من کل فج عمیق۔ غرض باوجود اس قدر تہیا سامان زیب وزینت کے ایک دن کا واقعہ عرض کرتا ہوں۔

میں اندر گیا۔ میں نے آپ کے کمرہ میں واللہ کوئی فرش نہیں دیکھا۔ ہاں گاگر پانی کی گرم تھا۔ آپ لیٹے تھے اور دوستو! کیا دیکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ گواہ ہے! میں سچی گواہی دے رہا ہوں آپ کا لحاف پھٹا ہوا تھا اور اس کی روئی باہر نکل رہی تھی۔ میں خاموش نہ رہ سکا۔ میں نے عرض کیا۔ حضور یہ لحاف بدل دیا جاوے۔ فرمایا کہ:۔

برودت کی وجہ سے مجھے لحاف کے بھاری ہونے کی ضرورت ہے۔ باقی سب تکلفات ہیں مجھے یہی پسند ہے۔ اللہ اللہ وہ چار لاکھ جان نثار جماعت کا امام۔ جس کی آنکھ کے اشارے پر ہال کیا ہماری جانیں قربان ہونے کو تیار تھیں

اگر چاہتا۔ تو زربفت کے لحاف بنوا سکتا۔ اور روئی کی بجائے پر کوچ بھروا تا۔ مگر اس نے پسند نہیں فرمایا۔ کیوں؟ اس کی زندگی ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین کی تفسیر تھی

میں نے دیکھا آپ کو کسی مخلص نے زریں جوتی بھیج دی۔ ایک دن ہم باہر گئے۔ کچھ پانی تھا۔ ایسے موقعہ پر امیر سے امیر شخص بھی اپنی نسبت کا ثبوت دیتا۔ مگر میں نے اپنے مرزا کو دیکھا کس سادگی اور بے اعتنائی سے اسی جوتی سمیت اس پانی سے گذر گیا۔

پھر وہی راستباز خدا کا برگزیدہ وفات کے وقت پانچسو روپے کا قرضدار تھا۔ دوستو! غور کا مقام ہے کہ وہ اعلےٰ درجہ کا دماغ جس کی گلکاریوں کا نقشہ ہم کتابوں میں دیکھتے ہیں اگر دنیوی آرائش کی طرف متوجہ ہوتا۔ تو کیا کچھ نہ کر دیتا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ وہ اگرچہ اس دنیا میں تھا۔ مگر اس دنیا کا نہ تھا۔

غرض حضرت صاحب کی صداقت جس چیز نے مجھ سے منوائی۔ اور جس نے مجھے حق الیقین کے درجہ پر پہونچایا۔ کہ وہ خدا کا رسول اور خدا کا مسیح تھا۔ وہ یہی آپ کا ایثار تھا اور یہی حقیقت ہے اسلام کی۔ کیونکہ اسلام مترادف ہے ایثار کا۔ خدا فرماتا ہے۔ بلیٰ من اسلم وجھہ للّٰہ وھو محسن۔ جو اپنے آپ سے الگ ہو کر بے جان مردہ کی طرح اپنے تئیں خدا کے ہاتھ میں سونپ دیتا ہے۔ وہی سچا مؤمن ہے

دوستو! جب نبی کریمؐ اس دنیا سے تشریف لے جانے لگے تو ابوبکرؓ کو آپ کی خلافت کا شرف بخشا گیا۔ یہ عزت یہ امتیاز آپ ہی کو کیوں حاصل ہوا۔

دوستو! ایثار ہی اس کی اصل وجہ تھی۔ ابوبکرؓ نے خدا کے لئے اپنا وطن۔ اپنے احباب اپنا مال چھوڑا۔ سو اسی کا حق تھا کہ وہی خلیفہ بلا فصل ہو۔

دوستو! ابوبکرؓ کا واقعہ بھی ایک قصہ کہانی کے رنگ میں ہوتا۔ اگر آج میں مثل ابوبکر کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا۔ کیا اسکی گذشتہ زندگی اس کے ایثار کی گواہ نہیں۔ کیا اس نے اپنا وطن نہیں چھوڑا۔ کیا اس نے مال و دولت نہیں چھوڑا چھوڑا اور ضرور چھوڑا۔ ایک دنیا جانتی ہے۔ کہ محض خدا کے لئے چھوڑا۔

آپ ریاست جموں سے آتے ہیں آپ کے دل میں کیا کیا عزم ہوں گے۔ کہ میں بھیرہ کو ایک دارالشفاء بنا دوں۔ مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نہ صرف جسمانی امراض کے لئے بلکہ روحانی امراض کے واسطے بھی حکیم مقرر ہوگا۔ مگر اسی جگہ جو خدا کے علم میں مکہ قرار پا چکا ہے۔

دوستو! آپ بھیرہ میں آتے ہیں اور ایک عالی شان تعمیر کا سلسلہ شروع کرتے ہیں۔ مرشد حکم دیتے ہیں کہ یہاں آؤ۔ یہ خدا کا بندہ فوراً چلا آتا ہے اور نہیں پوچھتا۔ کہ کیوں بلایا اور کتنے دن ٹھہروں؟ میری عمارت کا کیا ہوگا۔ پچھلے کاروبار کون سرانجام دے گا۔ پیچھے کا بھی نام نہیں۔ تھوڑے دن بعد حکم ہوتا ہے اپنی کتابیں یہاں منگوالو۔ غرض اس طرح وہ یہاں ایسا آتا ہے۔ کہ یہیں کا ہو رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ جب کسی انسان پر اپنا فضل کرتا ہے۔ تو اس کے اخلاق کو مختلف ابتلاؤں سے کمل کر دیتا ہے۔ چنانچہ تھوڑے دنوں جہلم کا سیلاب آیا۔ اور وہ تعمیر ہونے والا گھر اور بہت سی جائداد سیلاب کے سپرد ہو گئی۔ مگر یہ بزرگ مستقل مزاج رکھتا ہے۔ ان باتوں کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ اور ان تمام حادثات کو اپنی ترقی کا موجب خیال کرتا ہے۔

دوستو! میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا ہے۔ تو احمد کی شکل میں ابوبکر کو دیکھا ہے تو اس نور الدین کی شکل میں۔

اب میں آپ صاحبان سے پوچھتا ہوں۔ کہ محمدؐ اور ابوبکرؓ کے دکھا دیئے تو ہیں۔ مگر کہاں ہے عثمانؓ کہاں ہے علیؓ کہاں ہے طلحہ کہاں زبیر۔ کیونکہ دوستو! وہ تم ہی ہو۔ جن کی شان میں آیا ہے۔ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ دو وجودوں نے تو ثابت کر دیا۔ کہ واقعی یہ سچی آیت ہے اب دوسرے صحابہ کا نمونہ بننے کے لئے کون تیار ہے۔ خدا کی باتیں تو ٹل نہیں سکتیں۔ لوگ پیدا تو ضرور ہوں گے۔ مگر خوشی کی بات یہ ہے۔ کہ وہ ہم ہی میں سے ہوں۔ کیا ہی خوش قسمت ہیں۔ وہ انسان جو ان کا بروز ہیں۔

دوستو! نبی کریمؐ۔ صدیق اکبرؓ۔ مسیح موعود۔ صدیق ثانی کی زندگی تشریح ہے ایثار کی۔ ان بزرگوں پر جو افضال آلٰہی ہوئے۔ اگرچہ ان کا موجب اور حسنات بھی ہیں۔ مگر سب سے بڑھ کر "ایثار" ہے۔ جو میں چاہتا ہوں۔ کہ تم میں بھی پیدا ہو۔ اسلام نے ایثار کی تعلیم اپنے ہر حکم میں دی ہے۔ نماز، روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ کلمہ طیبہ یہ کیا ہیں۔

دوستو! یہ عملی سبق ہیں ایثار کے۔ پہلے ایثار وقت کا ہوتا ہے وقت بڑی قیمتی چیز ہے۔ وقت کی قدر کرنے والے ممتاز ہوتے ہیں۔

پھر بعض وقت انسان وقت دے دیتا ہے۔ مگر مال دینا نہیں چاہتا۔ بعض صورتوں میں فالتو مال دلاتا ہے۔ مگر حلال طیب نہیں چھوڑتا۔ بعض وقت خدا کے لئے حلال وطیب چھوڑ دیتا ہے۔ پر گھر سے نکلنا پسند نہیں کرتا۔ غرض وقت چھوڑنا آسان مال چھوڑنا آسان۔ بلکہ جان چھوڑنا آسان۔ وطن چھوڑنا آسان۔ مگر عقائد کو نہیں چھوڑتا۔ یہ چھ چیزیں دنیا کے محبوبات میں سے ہیں۔

(۱) وقت (۲) فالتو مال (۳) حلال وطیب چیزیں (۴) وطن (۵) جان (۶) اولاد (۷) خیالات وعادات۔

اسلام ہمیں سکھاتا ہے۔ کہ خدا کے لئے یہ سب باتیں چھوڑ دیں اور ان ارکان خمسہ اور کلمہ طیبہ میں اسی کی مشق کرائی جاتی ہے۔

تمہاری ذاتی ضروریات وقت کو چاہتی ہیں۔ تاکہ سچے مسلمان اس وقت ہو گے جب خدا کے لئے وقت چھوڑ دو۔ جب اللہ اکبر کی آواز کان میں پہنچے۔ تو خواہ کیسے ضروری کام میں مشغول ہو۔ اسے چھوڑ دو کیونکہ اب خدا چاہتا ہے۔ کہ یہ وقت میرے لئے ہے۔ تمہارے لئے نہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ میں مال کا ایثار سکھایا ہے۔ روزہ میں حلال وطیب خدا کے لئے چھوڑا جاتا ہے۔ حج میں وطن اور اولاد کو چھوڑا جاتا ہے۔ اپنی جان تک کی پروا نہیں کی جاتی۔ اور جب انسان کہتا ہے۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ تو اپنے تمام خواہشات نفسانی اور ذاتی ارادوں سے الگ ہو جاتا ہے

مگر دوستو! سنو! ایک ہوتا ہے ذریعہ ایک مقصد۔ بہت ہی بدبخت ہے وہ انسان جو ذریعہ کو مقصد قرار دے لے۔ بہت ہی ٹوٹے میں ہے وہ انسان جو پانچ ارکان کو مقصد بالذات قرار دے لے۔ اور فائدے میں ہے۔ وہ جو ان ارکان سے ان کی علت غائی کے حصول میں کوشاں رہے۔

نماز میں وقت کے ایثار کی تعلیم تھی۔ اب اگر خدا تعالےٰ کا کوئی کام ہے۔ اور تم اپنا وقت نہیں دیتے۔ تو نماز نے تمہیں کیا فائدہ پہنچایا؟

ایسا ہی وقت سے آگے چل کر ایام صیام میں یہ تعلیم ہے کہ ضرورت ہو تو خدا کے لئے حلال وطیب بھی چھوڑ دیا جائے اب اگر کسی ضرورت کے وقت آپ یہ ایثار نہیں دکھا سکتے تو روزہ سے آپ نے کیا فائدہ اٹھایا۔

خدا تعالےٰ کے لئے مال کا چالیسواں حصہ دینا زکوٰۃ ہے لیکن اگر تم کسی ضرورت دینی کے وقت اپنے مال کو اپنے سے الگ نہیں کر سکتے۔ تو زکوٰۃ سے کیا سبق تم نے لیا حج کیا ہے۔ وطن چھوڑنا۔ اولاد چھوڑنا سال چھوڑنا وقت چھوڑنا۔ حتےٰ کہ اپنی جان کی آسائش چھوڑنا۔ اگر ضرورت کے موقعہ پر تم اپنے وطن کو چھوڑ نہیں سکتے۔ مثلاً تبلیغ اسلام کے لئے تو حج سے کیا نفع اٹھایا۔

حج تو تمہیں سکھاتا ہے۔ کہ تم خدا کی راہ میں تکلیف کا مطلق خیال نہ کرو۔ اور ایسے پھرو جیسے کوئی عاشق کوچہ محبوب میں مستانہ وار پھرتا ہے۔ اور اپنے تن بدن کی کچھ ہوش نہیں رہتی۔ اگر کوئی

شخص حج کر آیا ہے۔ تو وہ وقتی حاجی ہے۔ سچا حاجی وہ ہے کہ اس کی زندگی پھر اس کے بعد ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کے ماتحت ہو جائے۔

دوستو! آج میں قربانی بھی کرائی جاتی ہے۔ یہ یادگار ہے اس ذبیحہ کی جو حضرت ابراہیم نے خواب کی ماتحت خدا کے حکم کی تعمیل فرمائی تھی۔ اس حکم کے اور بھی کئی فوائد تھے مگر ایک فائدہ تو ظاہر ہے۔ کہ جناب ابراہیم کو خدا کے لئے اولاد چھوڑنے کی طاقت پیدا ہو گئی کیونکہ ہر ابتلاء و امتحان میں ایک طاقت پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ نے شرح صدر سے ہجرت کی غرض یہ حقیقت ہے۔ ارکان اسلام کی جہاں تک ان کا ایثار سے تعلق ہے۔ اب میرے دوستو! آپ سے یہی باتیں مطلوب ہیں۔ ایثار دنیا سے مفقود ہو چکا۔ خدا تعالےٰ نے چاہا ہے۔ کہ وہ ایثار کو از سر نو تمہارے ذریعے سے قائم کرائے۔ اور مخلوقات کو ایثار کی زندہ مثالیں دکھائے۔

دوستو! مہربانی فرما کر اپنا احتساب کرو۔ حضرت مرزا صاحب نے تم سے عہد لیا تھا۔ کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ کیا تم نے اس عہد کو پورا کیا۔ کہ یہ جملہ ہی لفظ ایثار کی جامع تعریف تھی۔

یہ بالکل سچ ہے کہ آپ میں ایثار کا مادہ تو ضرور ہے جبھی تو مختلف مالی جانی۔ وقتی۔ مشکلات میں سے نکل آئے۔

مگر میں آپ سے بہت بھاری ایثار کا مطالبہ کرتا ہوں جو آپ لوگوں کے لئے اگر ہمت کرو تو مشکل بھی نہیں آسان ہے اگر کسی کے پاس وقت ہے تو وقت دے مال ہے تو مال دے اولاد ہے تو وہ دے وطن ہے۔ تو وہ چھوڑ دے غرض حسب استطاعت ایثار میں حصہ لے۔ دوستو! خدا کی طرف سے وعدہ ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ کی ضروریات کا خود کفیل ہے اب میں دیکھتا ہوں کہ خدا کی نصرت دروازہ پر ہے۔ کوئی تم میں سے ہے۔ جو اس کے استقبال کو بڑھے۔ خدا کے کام تو ضرور ہوتے رہینگے۔

مگر اس نے آپ لوگوں کو محض ثواب دینا چاہا ہے۔ آپ کے درجات کو بلند کرے گا۔

کیا جس محبت کے ساتھ صحابہؓ کا نام لیا جاتا ہے۔ آپ لوگ نہیں چاہتے کہ آپ کا نام بھی لیا جائے۔ دوستو! یہ ایک فطری خواہش ہے۔ وہ بھی ہم ایسے ہی انسان تھے۔ تم میں کون ہے جو نہیں چاہتا کہ آئندہ نسلیں آپ کے ناموں کو اسی عزت سے نہ لیں۔ قرآن کریم میں وعدہ ہے۔ کہ ایک دو۔ تو دس لو۔ بلکہ سات سو۔ لو۔ آپ اس وعدہ سے فائدہ اٹھاؤ۔ ابو بکرؓ نے کیا گنوایا کیا پایا۔ میرے اس مرشد و مولیٰ (نورالدین) نے کیا گنوایا اور کیا پایا۔ تم بھی کچھ گنواؤ تا اس سے کئی گنا زیادہ پاؤ۔

اب مجھ سے یہ سوال ہو سکتا ہے کہ ہم آپ سے کیا چاہتے ہیں۔

سو آپ سکرٹری کی رپوسٹ سے معلوم کر چکے ہیں مختصر یہ ہے۔ کہ جس مشن کے لئے حضرت صاحب آئے۔ اسکو پورا کیجئے۔

دنیا کے خیالات پلٹا کھا چکے ہیں۔ پرانی عمارت گر چکی ہے اب انتظار اس بات کا ہے۔ کہ دل کے تختوں پر کسی کو بٹھایا جاوے۔ سو میرے دوستو! تم معمار بنو۔ اور اس عمارت کو کھڑا کر دو۔ یعنی تم خدا کے راہ میں مبلغ بن جاؤ۔ مولوی محمد علی صاحب روپیہ طلب کرتے ہیں۔ تو وہ بھی اس لئے مگر میں کہتا ہوں کہ تم فرداً فرداً مُبلّغ بن جاؤ۔

حضرت صاحب نے بارہا فرمایا ہے۔ کہ مجھے ایسے مبلغین کی ضرورت ہے۔ جو خدا کے لئے کام کرنے والے ہوں۔ اسلام کے خیر القرون میں بھی جو مبلغین تھے۔ تو وہ اپنی روٹی آپ کما کر کھاتے تھے۔ وہ تاجر تھے۔

دوستو! ایک پادری گھبرا گیا۔ کہ افریقہ میں اسلام بڑی ترقی کر رہا ہے۔ جانتے ہو۔ یہ کس کی طفیل ہے۔ یہ مسلمان تاجروں کے ذریعے۔

پس تم خدا کے لئے مبلغ بن جاؤ۔ تم بیشک اپنا کام کرو مگر خالی وقت میں خدا کے دین کی تبلیغ کرو۔

خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں جہاد کو زبان و قلم کی ماتحت کر دیا ہے۔ مُبلّغ اسلام بننا دوسرے مسلمانوں کے لئے مشکل ہو تو ہو۔ مگر تمہارے لئے مشکل نہیں۔ کیونکہ اتنے علم کی ضرورت نہیں۔ سچا اخلاص کافی ہے۔ تمہارے پہلو میں ایک دل ہو۔ جو پاک ہو ریا سے پاک ہو۔ کبر سے پاک ہو نخوت سے غرور سے۔ پھر [illegible]ری فتح ہی فتح ہے۔ اور اس کا میں خود تجربہ کار ہوں۔

میرے مرشد مسیح موعود نے آپ لوگوں کے لئے علوم کا ایک خزانہ معارف کا ایک گنجینہ چھوڑا ہے۔ وہ آپ کے لئے کافی ہے۔ کونسا باطل عقیدہ ہے۔ جس کا کھنڈن آپ نہ کیا ہو۔ اور پھر یہ سب کچھ اردو میں ہے۔ میں ایمان سے کہتا ہوں۔ اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ کوئی بڑے سے بڑا فاضل بھی تمہارے سامنے نہ کھڑا ہو سکیگا۔ بشرطیکہ اخلاص ہو۔

شیخ غلام احمد تمہیں میں سے ہے۔ یہاں وہ دودھ کی دوکان کرتے تھے۔ اب وہ اخلاص و ہمت سے خدا کے لئے نکلے تو انکا نکلنا کسقدر مفید و بابرکت ہوا۔

میرے اس مرشد کو بھی عید کے دن دعا کی تحریک ہوئی کہ اے خدا مجھے خطیب و لکچرار عطا کر۔ میرا ایمان ہے۔ کہ وہ دعا بھی دعا ہے۔ ہم دعا است و اجابت ہم تو۔ خدا کا منشا ہے کہ احمدی مبلغین بنیں۔ مبارک ہیں وہ جو اٹھ کھڑے ہوں اور اس دعا کے مصداق بنیں۔

جہاں خدا تعالےٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے بعد "احمد" کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ اسکے ساتھ متم نورہ ولو کرہ... فرمایا گویا احمد کی تعلیم کے اتمام کیلئے ایک "نور" کی ضرورت ہے میرے خیال میں وہ وقت آ چکا ہے۔ کیونکہ یہ نور تم میں موجود ہے۔ مبارک وہ انسان جو اس سے فائدہ اٹھائے ورنہ قرآن کریم کی تہدید یاد رہے کہ اگر ایک جماعت فائدہ نہیں اٹھائیگی۔ تو میں اسے نسیاً منسیا کر کے اس کی جگہ دوسری پیدا کر دوں گا۔ دوستو! دعا کرو کہ ہم ہی وہ انسان بنیں جو اس نور کے پھیلانے والے ہوں میں تمہیں بشارت دیتا ہوں اور اپنے تجربہ سے بشارت دیتا ہوں کہ مقبولیت کا دروازہ احمدیوں کے لئے کھل گیا ہے۔

صرف ضرورت ہے مبلغین کی۔ اور ایسے آدمی پیدا کرنے کیلئے قادیاں میں دو طریق ہیں۔ ایک تو ہائی سکول ہے۔ جہیں موجودہ تعلیم کے ساتھ ساتھ دین بھی سکھایا جاتا ہے۔ اور یہاں کے طلبار جب اپنے کاروبار میں مصروف ہونگے تو اس کے ساتھ اپنے دین کے مبلغ بھی ہونگے۔ خدا کرے یہ ہائی سکول بیت العلوم (یونیورسٹی) میں منتقل ہو۔ اور یہاں سے دینوی و دینی عالم باہر نکلیں۔ دوستو! آمین کے آوازے تمہاری دلی خواہشوں کا اظہار کر رہے ہیں مگر ان خواہشوں کا پورا کرنا زیادہ تر تمہاری ہمتوں پر ہی موقوف ہے۔ پس ہمت کرو تو کچھ مشکل نہیں۔ کہاں ہے وہ صحابہ کرامؓ کا نمونہ اور اُن کی ہمت انکا استقلال ان کا ایثار وہ دکھاؤ تو جس کے لئے آج آمین کہتے ہو۔ وہ کل حقیقت ہو جائے۔ تم ہائی سکول میں اپنے بچے بھیجو۔ وہ انگریزی کے ساتھ قرآن کریم بھی سیکھینگے۔ اور جہاں ڈاکٹر۔ انجینیر۔ وکیل بنینگے وہاں جسمانی مریضوں کے ساتھ روحانی مریضوں کا علاج بھی کرینگے۔ اور جہاں دنیا کی وکالت کرینگے وہاں خدا کی بارگاہ میں بھی تمہارے وکیل ہوں گے۔

پھر قادیاں میں ایک اور وسیع مدرسہ ہے جس کے طالب علم ہم تم سبھی ہیں۔ یعنی (لنگر خانہ) اسکے قیام اور اسکو ترقی دینے کا بندوبست کرو۔ ایک حیوان شکل عقلمند نے اپنے اخبار میں تمہارے لنگر خانہ کی نسبت دیوانہ نکل گیا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ تم اسے جھوٹا ثابت کرو۔ اور یہ تو مجھے پہلے ہی امید ہے جو آپ ساتھ لائے ہیں۔ دیکر جائینگے مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ ایسے (دل لیکر جائیں جو سال تک کام کرتے رہیں۔ والحمد رب العالمین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلے علےٰ رسولہ الکریم

# نظم حامد

رباعیات

حق کی توحید ہے اسلام خدا کافی ہے
اور اسلام ہے قرآں یہ بڑا کافی ہے
آئنہ خُلق محمدؐ کا ہے سارا قرآں
کامل انسان ہے وہ راہنما کافی ہے

---

علم قرآن سے ملتی ہے شریعت اُسکی
سُنّتِ پاک ہی اس کی ہے طریقت اسکی
اسی سنت کا نتیجہ ہے وصال محبوب
واصل حق ہوئے ہے یہی حقیقت اُسکی

---

یوں تو ہر چیز کو دنیا کی فنا ہونا ہے
اور فنا ہو کے حوالہ بخدا ہونا ہے
خود سپردن بس ہیں اسلام کے معنی ظاہر
اس کی خدمت میں فنا ہو کے بقا ہونا ہے

---

سارے انسان تجارت میں ہیں دیتے لیتے
پیچھے لیتے ہیں وہی جو کہ ہیں پہلے دیتے
بس رہ دیں میں اسی طرح ہے دینا لینا
کیوں نہیں کرتے تجارت نہیں دیتے لیتے

---

لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص کا حال اچھا ہے
پاس جس شخص کے دنیا کا یہ مال اچھا ہے
ہم تو قائل نہیں جب تک ہو انجام بخیر
حال اچھا ہے وہی جس کا مآل اچھا ہے

---

باندھ لو گرہ میں یہ کام کی باتیں صاحب
پھر سدا رہنے کے یہ دن ہیں نہ راتیں صاحب
آج احباب کے جلسہ میں ہیں لکچر ہوتے
کل خدا جانے ہیں کیا موت کی گھاتیں صاحب

---

پھر خدا جانے کہ کیا حال زمانہ ہوگا
کون آئیگا یہاں کس کا نہ آنا ہوگا
خدمت دین کا موقع ہے ضرورت درپیش
فیصلہ آج ہی کر لے گا جو دانا ہوگا

---

کام دنیا کے ہوں کب ختم انہیں رہنے دو
اور دنیا جو ہمیں کہتی ہے وہ کہنے دو
فکر عقبےٰ کی کرو دنیا ہے آخر فانی
زخم دنیا کے ہیں آسان ہمیں سہنے دو

---

آج ان قومی بزرگوں کو غنیمت سمجھو
ہم کو فرماتے ہیں جو اس کو ہدایت سمجھو
ہم میں اک نور خدا کا ہے چمکتا دیکھو
دین اسلام میں وہ حق کی ہے نعمت سمجھو

---

بات وہ سچی ہے جو مرد خدا کہتا ہے
وہ بُرا ان کے بھی دیکھو تو بھلا کہتا ہے
کچھ تو محنت کرو آخر کی ہے کھیتی دنیا
مصطفےٰ اک تنا ہے اور بات صفا کہتا ہے

---

## اکرام محمدؐ

کریں ہم کیوں نہ اکرام محمدؐ — بنا ہے حمد سے نام محمدؐ
ظہور حمد حق احمدؐ سے ہو کر — عطا حق سے ہوا نام محمدؐ
پیو بھر کر کہو الحمد للہ — خدا کا جام ہے جام محمدؐ
فضائل میں بڑے ہے سب انبیاء سے — ملا ہے عرش سے بام محمدؐ
مزین دین ہے باحسن اخلاق — یہ ہے امت پہ انعام محمدؐ
قدم لو آپ کے اخلاق برتو — مبارک گام ہے گام محمدؐ
شب احمدؐ بھی ہے لیلۃ القدر — ہے صبح دین حق شام محمدؐ
فدا ہونا براہ دین اسلام — اسی دُکھ میں ہے آرام محمدؐ
فنا عشق حق ہے جان احمدؐ — یہی حق سے ہے انجام محمدؐ
یتیموں کے ہوئے ملجا و ماوےٰ — مساکین پر ہے اکرام محمدؐ
ہے از داران امت پر یہ قرضہ — ادا کر دیں وہ یہ دام محمدؐ
ہیں پیرو جو رسول انس و جاں کے — دکھائیں جو ہے اسلام محمدؐ
کمال دیں ہے اخلاق نبی میں — یہی سب کے ہے پیغام محمدؐ
نہیں اعمال میں گر خلق احمدؐ — تو پھر ہم پہ ہے الزام محمدؐ

ہو واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً
تو روشن کیوں نہ ہو نام محمدؐ

---

# اسلام اور احمدی

کیا زبدۃ اللہ اب اسلام ہے ہمارا
مسلم ہیں احمدی ہم یہ نام ہے ہمارا
توحید حق کا چشمہ جاری ہے آب شیریں
ساقی ہے جس کا احمدؐ وہ جام ہے ہمارا
دل صاف ہیں ہمارے ان میں نہیں کدورت
بس صلح و آشتی کا پیغام ہے ہمارا
بندے ہیں جو خدا کے پائیں گے وہ خدا کو
حق کی طرف بُلانا یہ کام ہے ہمارا
ہم کو بٹھا کے دیکھو پاس اپنے اہل محفل
دلبر جو ہے تمہارا گلفام ہے ہمارا
خادم ہیں ہم اُسی کے تم جس کے نام لیوا
تم مل کے ہم سے دیکھو کیا کام ہے ہمارا
ہم سے پرے نہ ہٹنا ابھی نہیں جلدی
اکرام جو تمہارا اکرام ہے ہمارا
اعلاء کلمۃ الحق ہے جاں کا اپنی مقصد
اس میں شریک ہونا اسلام ہے ہمارا
جو عرض و آبرو ہے اس نام سے ہے ساری
جب نام یہ نہیں پھر کیا نام ہے ہمارا
ہم سلم سے نکل کر بدنام ہو گئے ہیں
سب سے بڑا یہ ہم پر الزام ہے ہمارا
وحدت کی اک لڑی کے تھے آبدار موتی
ٹوٹی لڑی ہیں بکھرے کیا دام ہے ہمارا
بدلا ہوا کا رُخ ہے وضع زمانہ بدلی
اس کشمکش میں اب کیا انجام ہے ہمارا
خلوت ہو یا کہ جلوت ظاہر ہو یا کہ باطن
اب فکر ہے کہ کس ڈھب آرام ہو ہمارا
یہ دردِ دل کا دُکھڑا اپنوں سے ہے عزیزو
ہر وقت ہر جگہ یہ کہرام ہے ہمارا
ہو دور بغض و کینہ پیدا ہو دل میں اُلفت
جنت یہ اپنی حامد انعام ہے ہمارا

**لیکچر کفارہ**۔ جو مفتی محمد صادق صاحب نے دسمبر گذشتہ میں لاہور کے ایک شاندار جلسہ میں دیا تھا۔ عقیدہ کفارہ کو عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ بیخ و بن سے اکھاڑ دیا گیا ہے۔ قیمت ۱۰۰ ایک روپے میں آٹھ کتابیں محصولڈاک بذمہ خریدار۔ بدر بک ایجنسی قادیاں سے طلب کرو۔

# تقریر

## صاحبزادہ محمود احمد صاحب

۲۷ مارچ

۷ بجے ۲۸ منٹ سے ۳۴ منٹ ۹ بجے تک

کلمہ شہادۃ اور سورۃ لقمان کا آخری رکوع پڑھکر فرمایا

فرمانبرداری ایک ایسی چیز ہے۔ اور یہ ایسا مشکل مسئلہ ہے کہ اس کا حاصل کرنا بلکہ اس کا سمجھنا ہی مشکل ہے۔ بعض الفاظ ہوتے ہیں۔ جن کے ایک وقت میں کچھ معنے ہوتے ہیں اور دوسرے میں کچھ۔

مثلاً فرمانبرداری ہے۔ استاد کی فرمانبرداری اور معنے رکھتی ہے۔ اور والدین کی فرمانبرداری اور معنوں میں چچا یا ماموں کی فرمانبرداری کا کچھ اور رنگ ہے۔ پھر بادشاہ کی فرمانبرداری اور معنوں میں ہے۔ مرسل یا مامور من اللہ کی فرمانبرداری اور ہی شان میں ہے۔

ایک ہی لفظ ہے۔ جو مختلف جگہوں میں مختلف معنے دیتا ہے۔ جو انسان مناسب موقعہ معنے نہ کرے وہ دہوکہ کہاتا ہے۔

اگر کوئی شخص والد کی فرمانبرداری۔ رسول کی فرمانبرداری اور رسول کی فرمانبرداری۔ والد کی فرمانبرداری قرار دے لے۔ تو ضرور ہے۔ کہ کچھ مدت بعد ٹھوکر کہائے اور ممکن ہے کہ والد کا حکم مقدم سمجھکر خدا کی درگاہ سے بھی دور ہو جائے بلعم کے قصہ ہی کو دیکھ لو۔ کہ اسکی دعائیں قبول ہوتیں اسکی آواز خدا کی بارگاہ میں سنی جاتی۔ وہ خدا کے دروازہ کی کنڈی کھٹکھٹاتا تو جواب پاتا۔ مگر ایک ایسا موقعہ آیا۔ کہ اس نے بادشاہ کی خواہش کو مقدم کیا۔ تو اس کے لئے حکم ہوا۔ کہ آج سے تیری دعا سنی جائیگی۔ وہ نہ سمجھا کہ چھوٹی چیزیں بڑی چیزوں کے لئے قربان کی جاتی ہیں ۔ عیسائیوں کو بھی اس قسم کا دہوکہ ہوا ہے۔ بکروں کو ذبح ہوتا دیکھا تو خدا کے بیٹے کو بھی قربان کر دیا۔ اور یہ نہ سمجھے کہ بڑے چھوٹوں کے لئے نہیں۔ بلکہ چھوٹے بڑوں کے لئے قربان کئے جاتے ہیں۔ الغرض چھوٹا سا لفظ ہوتا ہے۔ اور موقع محل کے لحاظ سے اس کے معنے لئے جاتے ہیں۔ دیکھو درد ہے اب کانٹا چبھنے کا بھی درد ہے۔ جگر کا بھی درد ہے۔ قولنج کا بھی درد ہے۔ پھر دل کا بھی درد ہے۔ اب دیکھو لفظ تو درد ہی کا ہے۔ مگر کجا کانٹے کا درد اور کجا اس دل کا درد جسکی قوم تباہ ہو رہی ہے۔ غرض ایک اجڈ انسان کے دل کا درد ہے جسے صرف دنیا کی محدود چیزوں سے تعلق ہے۔ ایک عالم کے دل کا درد۔ ایک شہید کے دل کا درد ہے۔ ایک صدیق کے دل کا درد ہے۔ پھر ایک نبی کے دل کا درد ہے۔ اور یہ درد یکساں نہیں۔ دیکھو ہم بھی درد محسوس کرتے ہیں۔ مگر قوم کی جو تڑپ جو درد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا۔ وہ ہم میں کہاں ہو سکتا ہے۔ اللہ اللہ وہ کیسی دعائیں تھیں۔ جنہوں نے عرب میں جو جہالت کا منبع تھا۔ علوم و معارف کی نہریں بہا دیں اور وہ قوم جو جہالت کی وارث تھی اسے علوم کا وارث بنا دیا۔

اسی طرح اور بہت سے الفاظ ہیں۔ جو مختلف معنے دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک احسان ہے۔ ایک خوف ہے۔ ہم پر والدین کا احسان ہے۔ عزیز و اقارب کا احسان ہے انبیاء کا احسان خدا کا احسان ہے۔ کیا یہ سب احسان ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح خوف ہے بعض لوگوں کو چوہے سے خوف آتا ہے۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ وہ بلی سے ڈرتے ہیں۔ بعض کتے سے بعض شیر سے۔ مگر میں پوچھتا ہوں جو خدا کی کامل معرفت حاصل کر چکا ہے کیا اسکے خوف سے بڑھکر کسی کا خوف ہو سکتا ہے

خیر تو یہاں میرا مطلب یہ بیان کرنے کا ہے۔ کہ دنیا میں دو چیزیں ہیں۔ جن سے انسان کسی کام کے کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ ایک خوف ایک احسان پس کامل ہادی کامل کتاب وہی ہے۔ جو حسن و احسان کے ذکر کے ساتھ خوف کا ذکر بھی کرے۔ آپ لوگوں نے چھوٹے بچوں میں دیکھا ہوگا۔ کہ بعض پیار سے مانتے ہیں۔ اور گھرکی دینے سے زیادہ مچلتے ہیں۔ اس کے برخلاف میں بعض ایسے ہی ہیں۔ کہ لاکھ پیار سے بات کہو وہ نہیں مانینگے ہاں ایک گھرکی دی اور جھٹ انہوں نے کام کیا۔ چونکہ بعض طبائع احسان سے ملنے والے ہوتی ہیں۔ اور بعض خوف و سرزنش سے اس لئے کامل کتاب کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ احسان کا ذکر بھی کرے تا احسان سے فایدہ اٹھانے والے فائدہ اٹھائیں اور خوف کا ذکر بھی کرے تا خوف سے ماننے والے اس قدر سے مانیں۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ احسان بہت موثر ہوتا ہے۔ اور خوف کم موثر۔ احسان میں کامل تابعداری ہوتی ہے اور خوف میں کم۔ لوگ اپنے محبوبوں کے راضی کرنے کے لئے جو جو دکھ اور مصیبتیں اٹھاتے ہیں۔ وہ کسی جابر و ظالم کیلئے نہیں اٹھاتے

اس احسان کے نظارہ کے لئے سب سے پہلے قرآن مجید میں الحمد شریف ہے۔ جہاں فرمایا ہے کہ الحمد للہ رب العالمین تعریفیں ہیں اس اللہ کے لئے جو ربوبیت کرنیوالا ہے تمام عالمین کا جو مچھر سے لیکر انسان تک اور کیڑے سے لیکر ہاتھی تک سب کی ربوبیت کرتا ہے ہم اپنے سے ادنی چیز کی قدر نہیں کرتے مگر وہ بیس کسلہ ہو کر ایسا مہربان ہے کہ اپنے سے ادنی سے ادنی چیز کی پرداخت فرماتا ہے۔ ایک حلوائی سارا دن مٹھائی تیار کرتا ہے۔ اور اسکے لئے بہت خرچ کرتا ہے۔ بہت محنت اٹھاتا ہے۔ مگر چیونٹی اور مکھی اسی ربوبیت عامہ کی ماتحت اس سے بلا کسی محنت کے فائدہ اٹھاتی ہے۔ بعض وقت ایک کتا پکا پکایا بنا بنایا حلوا لے جاتا ہے۔ جسے دیکھکر ایک محدود خیال والا انسان گھبرائے مگر میں تو اسمیں بھی اسی کی ربوبیت کی شان جلوہ گر دیکھتا ہوں کہ وہ اپنی ادنی سے ادنی مخلوقات کو کس حکمت سے رزق پہنچاتا ہے کہ اشرف المخلوقات کو ایک رنگ میں ان کا خادم بنا دیا ہے یہ نظارہ دیکھکر بے اختیار زبان سے نکلتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ کتا جب کوئی روٹی اٹھا لے جائے تو ایک احمق اسکے پیچھے لٹھ لیکر اٹھیگا۔ اور میں ایسے شقی القلب لوگوں سے واقف ہوں جن میں سے ایک نے اسکا گھی کھا جانے والی بلی کو ہلاک کیا اور پھر اسکی انتڑیوں سے گھی نچوڑ کر نکالا۔ مگر ایک نبی کی نظر اس موقعہ پر بھی الحمد للہ رب العالمین ہی پڑھیگی کیونکہ ایسی باتوں سے اسکی ربوبیت کا ثبوت ملتا ہے۔ ہر چیز میں ہم دیکھتے ہیں کہ فضلہ لگا دیا ہے۔ میوہ کھاؤ تو اسکی گٹھلی پھینکنی پڑتی ہے۔ بفضلہ چھوڑنا ہی پڑتا ہے۔ اور پھر جو کچھ کھایا اس کا فضلہ بن کر بھی ایک وقت خاص پر نکل جاتا ہے۔ اور بسبب دوسرے جانداروں کے کہانے کے کام آتا ہے۔ اور اسطرح اسکی ربوبیت کی صفت اپنا جلوہ دکہاتی ہے۔

ایسے ایسے بخیل بھی ہیں۔ جو بس چلے تو کسی کو چھلکا تک نہ دیں۔ مگر خدا کا قانون ہے۔ کہ ان سے بھی فضلے کے رنگ میں ہی جانداروں کو روزی پہنچا دیتا ہے۔ غرض جب غور سے دیکھیں تو ظاہر ہوگا۔ کہ جوں جوں ہم اپنے لئے محنت کرینگے ساتھ ساتھ ان جانداروں کے لئے بھی سامان ہم پہنچاتے جائینگے۔ اسطرح دوسرے جانداروں کو دیکھو۔ تو ہماری خدمت میں لگے ہیں۔ شہد کی مکھی زہریلی ہوتی ہے۔ کسی کو ڈنگ مار دے تو اسے بخار ہو جائے۔ مگر وہی شہد کی مکھی ایسا شہد تیار کرتی ہے۔ جو شفاء للناس ہے۔ بھڑیں کاٹ کہاتی ہیں۔ اور مثل مشہور ہے۔ کہ تو نے بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالا مگر یہی بھڑیں ایسی مصری تیار کرتی ہیں جسکو طبیب

تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ یہ سب اس کی ربوبیت عامہ کے جلوے ہیں۔ کہ بھڑیں اور شہد کی مکھیاں انسان کے فائدے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اور انسان ان کے لئے۔

پھر فرماتا ہے۔ الرحمن الرحیم۔ یعنی وہ اللہ۔ بغیر کوشش کے دنیا اور لوگوں کی محنتوں کو ضائع نہیں کرتا۔ ہم کیا اور ہماری ہستی کیا مگر ہمارے لئے سورج بنایا ہے۔ زمین بنائی جو ۲۵ ہزار میل محیط رکھتی ہے۔ تارے بنائے چاند بنایا۔ آگ پانی۔ ہوا۔ کیا یہ کسی ہماری محنت کا عوض ہے۔ ہمارے کسی علم کا نتیجہ ہے۔ ہمارے کسی عمل کا بدلہ ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ اسکی صفت رحمانیت کے جلوے ہیں۔ ان چیزوں کو ہمارے لئے مہیا کر کے خدا نے ہمیں بتایا کہ دیکھو تمہاری زندگی کا وارث میں ہوں کیونکہ جن چیزوں پر تمہاری زندگی کا مدار ہے ہوا۔ پانی۔ آگ۔ سورج۔ زمین۔ یہ سب میرے بنائے ہوئے ہیں۔ اور ان کے بنانے پر تم قادر نہیں۔

پھر اس کے بعد خدا کی رحیمیت ہے۔ جو کام ہم کرتے ہیں اس کا نتیجہ دیکھ لیتے ہیں۔

یہ بھی خدا کا فضل ہے۔ اگر ہم سارا دن کام کریں۔ اور اس کا کوئی نتیجہ نہ دیکھیں تو محنت ہی نہ کر سکیں خدا فرماتا ہے کہ ہم نے ہر چیز میں اس کے مناسب حال کمالات اور خواص رکھی ہیں۔ جو محنت سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اب اس کے بعد خوف کو لیا اور فرمایا۔ مالک یوم الدین ... یعنی تمہارے اعمال کے جزا کے وقت کا مالک ہوں۔ گویا سمجھاتا ہے۔ اگر یہ ہمارے احسان ہیں۔ تو ہم سے خوف بھی رکھنا چاہیئے تو خوف سے ڈرنے والی طبائع فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میں قدوس ہوں گندوں کو میں پسند نہیں کرتا۔ مجھ سے تعلق پیدا کرو۔ کہ جس کا تعلق مجھ سے نہیں وہ ہلاک ہو چکا۔ مگر اس خوف میں بھی امید رکھ دی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ بہت ہی مہربان ہے۔ مالک یوم الدین فرمایا کہ میں مالک ہوں بخشنے پہ بھی قادر ہوں آریوں کے خدا کی طرح نہیں۔ کہ سزا دئے بغیر نہ رہ سکوں۔

غرض تدبر کریں تو یہ الحمد احسان و خوف کے معنے خوب کھول دیتی ہے۔ اور یہ سورۃ چالیس دفعہ ہر روز ایک مسلمان پڑھتا ہے۔ تاکہ ۴۰ دفعہ اللہ تعالےٰ کے احسانات کو یاد اور اس کی جناب سے خوف و خشیت کرے۔ کیسے افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں کو مدتیں گذر گئیں۔ یہ سورۃ پڑھتے۔ اور انہوں نے اس سے بہت فائدہ نہیں اٹھایا۔ کوئی ایک پیسہ دیتا ہے۔ تو اسکی غلامی کی جاتی ہے۔ مگر خدا جس نے

سب کچھ دیا بلکہ اس دینے والے کو بھی دیا۔ اسکی عبودیت میں کمال نہیں پیدا کیا جاتا۔ اسکی وجہ اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ان ہولاء یحبون العاجلۃ و یذرون وراءہم یوما ثقیلا۔

اس کے بعد فرمایا۔ ایاک نستعین۔ اس آیت پر آریہ اپنی کم فہمی سے اعتراض کرتے ہیں کہ غائب کے صیغے تھے۔ مگر یکدم اب مخاطب بنا لیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے بہت لطیف معنے مجھے سمجھائے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ گدا کسی دروازے پر جاتا ہے۔ اور پہلے کہتا ہے۔ کہ اس گھر کا مالک ایسا ایسا ہے۔ جب وہ بہت عجز و الحاح اور اس گھر والے کی مدحت سرائی کرتا ہے۔ تو یکلخت اسپر کھڑکی کھولی جاتی ہے۔ تو گدا بے اختیار بصیغہ مخاطب پکار اٹھتا ہے۔ کہ تو مجھے یہ دے اور میری یہ حاجت پوری کر۔ اسی طرح مومن نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ وہ اپنے معبود کی صفات بیان کرتا ہے۔ کہ وہ رب العالمین رحمٰن رحیم ہے۔ تو یک لخت اسپر کھڑکی کھولی جاتی ہے۔ اور وہ اپنے تئیں خدا کے حضور میں پاتا ہے۔ تو پھر وہ صدا دیتا ہے۔ کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔

مسلمانوں کا خدا دوسرے مذاہب والوں کے خدا کی طرح نہیں۔ وہ تو زندہ و حی و قیوم و قادر و توانا خدا ہے۔ وہ اپنے بندوں کی دعائیں سنتا ہے۔ اسلام کا خدا وہ خدا ہے جو تین کلوں کے بعد اپنا چہرہ دکھاتا ہے۔ اور پھر مانگنے والا جو چاہے اس سے مانگتا ہے۔ ابھی کسی مکان کے آباد ہونے کی نشانی یہی ہے۔ کہ بلانے سے اندر سے آواز آئے اگر آواز نہ آئے۔ تو سب یہی سمجھتے ہیں۔ کہ اسکے اندر کوئی نہیں پس کس طرح ممکن ہے کہ ہم اسکے عرش اعظم کو کھٹکھٹائیں اور دروازہ نہ کھولا جائیگا۔ ایک معمولی انسان جسے مخاطب سمیعاً بصیرا فرمایا۔ جب وہ بلانے سے سنتا ہے۔ اور پھر بولتا ہے۔ گویا جو ہوالسمیع البصیر ہے وہ بلانے پر نہ بولے غیر مذاہب والے ایاک نعبد ہی پڑھیں کیونکہ ان کا خدا ایسا ہی خدا ہوگا۔ مگر ایک مسلمان تو ایاک نعبد ہی کہیگا۔ کیونکہ اس کا خدا سمیع و کلیم خدا ہے۔ وہ بلانے سے بولتا ہے۔

اب ایک اور سوال ہے کہ کہنے والا تو ایک ہے۔ پھر اعبد کیوں نہ سکھایا نعبد کیوں پڑھایا۔ اسمیں بھی ایک پیشگوئی ہے۔ کہ جو شخص ہمارے احسانات پر غور کرتا اور ہمیں اخلاص سے پکارتا ہے۔ ہم اسے کبھی اکیلا نہیں چھوڑتے بلکہ اس کے ساتھ ایک جماعت رکھ دیتے ہیں

اور ایسی جماعت والا اعبد نہیں کہیگا سورۃ ہود میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فاستقم کما امرت ومن تاب معک۔ اور آنحضرت صلعم نے کبھی اکیلے کو پسند نہیں کیا۔ کیونکہ وہ مومن ہی کیا۔ جو دو بھی اپنے پاس نہیں رکھتا۔ کیونکہ جو اکیلا ہے۔ وہ نعبد کہنے میں اخلاص سے کام نہیں لے سکتا ہے۔ پس مومن کی شان سے بعید ہے۔ کہ وہ اکیلا ہے۔

میں ان بھائیوں کی شکایت پر ہمیشہ تعجب کیا کرتا ہوں جو کہتے ہیں۔ کہ ہم اپنے گاؤں میں اکیلے ہیں۔ کیونکہ مومن تو اکیلا نہیں ہوتا۔ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ کہ اکیلی بھیڑ کو بھیڑیا اٹھا لے جاتا ہے۔ ایک ریوڑ ہے۔ اگر ایک بھیڑ اس سے جدا بھی ہو جائے تو گڈریا ۹۹ کو چھوڑ کر اس ایک کی طرف نہیں جائیگا۔ اسوقت ظلمت و تاریکی کے بھیڑیے پھر رہے ہیں۔ چاہیئے۔ کہ تم جماعت بن کے رہو۔ تا یہ تاریکی کے بھیڑیے اپنا داؤ نہ چلا سکیں۔

پس میں تمہیں سخت تاکید کرتا ہوں کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھو جماعت پر جو فضل ہوتے ہیں۔ وہ اکیلے پر نہیں ہو سکتے۔ دیکھو ایک انسان ہے۔ اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ پیروں کو نکال دو۔ تو وہ ان اعضاء سے ملکر جو کام کر رہا تھا اب نہیں کر سکتا یہ اسلئے کہ جماعت کے ساتھ جو کام مخصوص ہے۔ وہ اکیلے سے نہیں ہو سکتا اسی طرح مرکبات سے دوائیاں بنی ہوئی ہیں۔ جو تریاقی اثر رکھتی ہیں۔ وہ اکیلی کی دوا میں نہیں آ سکتا۔ حضرت صاحب نے جماعت کپورتھلہ کو ایک مسجد کے متعلق فرمایا تھا۔ کہ اگر میں سچا ہوں تو مسجد تمہیں ضرور ملیگی۔ گویا جماعت کے قبضے میں مسجد کا آجانا۔ اپنی سچائی کی دلیل ٹھیرایا۔ کیونکہ امام جماعت ہی کے ساتھ ہے۔ اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں۔ تم جہاں کہیں ہو۔ اپنی جماعت کی مسجد بناؤ۔ ضرور نہیں۔ کہ مسجدیں پکی ہی ہوں۔ ہمارے نبی کریم صلعم کی مسجد جو تھی۔ وہ بیری اور کھجور کے ٹکڑے تھے۔ اور تھوڑی سی بارش میں ٹپک پڑتی اور بعض وقت نماز پڑھتے کیچڑ آپ کے بدن پر لگ جاتا ہے۔ وہ مسجد ایک معمولی مسجد تھی۔ مگر وہی مسجد دنیا کی مسجدوں سے بڑھ گئی کیونکہ اسکی بنا تقویٰ پر تھی۔ خدا نقش و نگار کا دیکھنا منظور نہیں کرتا۔ وہ تمہاری عبادتیں دیکھتا ہے۔ جب تم خدا کے ہو جاؤ گے تو خدا تمہارا ہو جائیگا۔ اور وہ تمہارے دشمنوں سے تمہارے

لئے خود لڑے گا اور اپنی قدرت کے ہاتھ کئی دفعہ دکھا چکا ہے ۔ اور آیندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ دکھاتا رہے گا۔

ان آیات میں خدا تعالیٰ اپنے احسان و خوف کا نظارہ دکھاتا ہے اور فرماتا ہے ۔ کہ ان الفلک تجری فی البحر بنعمۃ اللہ ۔ لیریکم من اٰیٰتہ ۔ جہاز سمندروں میں چلتے ہیں اور خدا کے فضل سے چلتے ہیں ۔ تا تمہیں اپنی قدرت کے نشان دکھائے ۔ اس میں البتہ بڑے بڑے نشان ہیں ۔

ولائت سے ایک جہاز چلتا ہے ۔ اس میں ایک پادری سوار ہوتا ہے اس کا مقصد ہوتا ہے کہ میں ہند میں جا کر اسلام کو کمزور کروں گا مگر اسے نہیں معلوم ۔ کہ وہ قرآن مجید کی ایک آیت کی تصدیق کر رہا ہے ۔ ایک معمولی کاشتکار بیج بوتا ہے ۔ بڑی محنت سے فصل تیار کرتا ہے ۔ اور آخیر میں رالی برادرز کے ذریعہ وہ غلہ ولائت میں پہونچتا ہے اور بادشاہ کے منہ میں پہونچتا ہے کس کے ذریعے ۔ جہازوں کے ذریعے ۔ یہ بھی ایک آیت ہے ۔ پھر کیسے کہ سورج کے ذریعے سمندر سے ابخرے اٹھتے ہیں ۔ بادل بن کر برستے ہیں ۔ اور پھر وہی پانی بخار بنتا اور بادل ہو کر برستا ہے ۔ اور اس دوسرے ہماری توجہ حشر و نشر کی طرف پھیری جاتی ہے یہ بھی ایک آیت ہے ۔ کہ پانی تباہ ہو کر معدوم ہو جاتا ہے مگر پھر وہی پانی موجود ہوتا ہے ۔ اسی طرح یہ خلقت فنا ہو گی اور پھر پیدا ہو گئی ۔ اسی طرح غور کرو ۔ وہی پانی ہے ۔ کہ اس میں تلاطم آیا ۔ ظلمت ہے ۔ موجوں کے تھپیڑے ہیں اور ایک شخص اس میں قابو آ گیا اور مر گیا ۔ پھر وہی پانی ہے بادل بن کر برستا اور چشمے کے رنگ میں پھوٹتا ہے ۔ پھر بیابان میں ایک پیاسا اس سے ایک دو چلو پی کر آرام پاتا ہے ۔ گویا وہی غرق کرنے والا پانی اس کے لئے زندگی بخش ثابت ہوا ۔ پھر سمندروں میں جہازوں کا چلنا ہمیں یہ سبق دیتا ہے ۔ کہ اگر ہم بھی خدا کی جناب میں بگھل کر آستانہ الوہیت پر پانی ہو کر بہیں ۔ تو دنیا کے جہاز ہم پر چلیں ۔ پھر ہم دیکھتے ہیں ۔ یہی سمندر ہے ۔ کہ اس میں ایک شخص غرق ہوتا ہے اور اس کے احباب وا اسفا کہتے ہیں ۔ دوسرا اسی سمندر میں غوطہ لگاتا اور قیمتی موتی لاتا ہے اور احباب کہتے ہیں یا بشریٰ دنیا کی زندگی کا بھی یہی حال ہے ۔ پھر خدا تعالیٰ سمجھاتا ہے ۔ کہ تو بھی سمندر ہو جا اور دنیا کے لئے فیض عام بن جا ۔ جیسے سمندر کا فیض کافر و مومن کے لئے یکساں ہے ۔ اور نصیحت فرمائی ہے کہ تم رقیق القلب ہو جاؤ تا دنیا کے روحانی جہاز تم پر چلیں ۔

غرض یہ سب آیات ہیں ۔ مگر اس کے لئے جو صبر کرنے والے ہیں اور شکر سے کام لینے والے ہیں ۔ سمندر ہمیں بہت کچھ صبر کی تعلیم دیتا ہے اور پھر شکر سکھاتا ہے ۔ شکر کرنے والا سچ بولنے کا عادی ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ خدا نے جو واقعی فائدہ ہمیں پہونچایا ہے اس کے اقرار کا نام شکر ہے ۔ پھر اس شکر سے وہ نعمت اور بھی بڑھتی ہے ۔ اور فرمایا ہے ۔ لئن شکرتم لازیدنکم ۔ اگر تم شکر کرو ۔ تو میں تمہیں اور زیادہ دونگا ۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ۔ کہ اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا ۔ جب تمہیں کوئی تحفہ دیا جاوے ۔ تو تم اس سے بڑھ کر دو ۔ پس خدا تعالےٰ خود کیوں اس شکر بندے کو اس سے بڑھ کر نہ دے گا ۔ ہم خدا کو قدوس کہتے ہیں ۔ تو وہ ہمیں پاک بنا دیتا ہے ۔ پس اگر اس کے نام پر ایک چیز دیتے ہیں ۔ تو وہ اس کا سات سو گنا بنا دیتا ہے ۔ تو وہی خدا شکر کے عوض میں جو زیادہ دے گا اس کا اندازہ انسان کیا کر سکتا ہے ۔ یہاں تک تو احسان کا ذکر فرمایا ۔

اب اسی سمندر میں خوف کا ذکر فرمایا ۔ کہ واذا غشیہم موج کالظلل دعوا اللہ مخلصین لہ الدین ۔ یہ ایک خاص حالت کا ذکر ہے ۔ اس میں خدا تعالیٰ تعلیم دیتا ہے ۔ کہ تم مخلصین لہ الدین ہو جاؤ ۔ اور اسی لئے ہمیں اشہد ان لا الہ الا اللہ سکھایا ۔ کہ دنیا میں خواہ کیسی بڑی سی بڑی شے ہو ۔ اللہ تعالیٰ اس سے بالاتر اور متعالم منزہ میں ہے ۔ پس اس لا الہ الا اللہ کے پڑھنے والے کو کسی بڑے سے بڑے دنیا دار کا خوف نہیں ہو سکتا ۔ اس مخلصین لہ الدین سے جو سمندر کی موجوں میں آ جانے والے انسان کی حالت کچھ عرصے کے لئے ہو گئی ۔ یہ سمجھایا ۔ کہ یہ کلمہ موجب نجات ہے ۔ کیونکہ جب موج پر موج آ رہی ہو اور چاروں طرف سے موت اپنا منہ کھولے ہو اور خدا کے لئے ایک انسان اپنا دین خالص کر دے ۔ تو وہ نجات پاتا ہے تو وہ مسلمان نجات کیوں کر پائیں گے ۔ اور کیونکر کامیاب نہ ہونگے جن کا ورد اشہد ان لا الہ الا اللہ ہو اور جو ہر حرکت و سکون قول و فعل میں اس مقام تنزیہ کو پیش نظر رکھیں ۔ اسی کلمے کا دوسرا جزو اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ ہے ۔ اس کی تشریح خلیفۃ المسیح نے فرمائی ۔ کہ اس میں حضرت نبی کریم کو عبودیت کو ظاہر کر کے توحید کو کامل کر دیا ہے ۔ یہ صحیح ہے ۔ مگر اس کے ساتھ یہ سمجھایا ہے ۔ کہ جو خدا کو مقام تنزیہ میں دیکھتا ہے ۔ تو محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) بھی اس کے ساتھ ہی نظر آتا ہے ۔ کیونکہ مقام تنزیہ کا بتانے والا ایک ہی ہے ۔ جس کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے ۔ جیسے ہم بادشاہ کے حضور میں خواہ کس طرح پر خفیہ باریاب ہوں مگر دربان ضرور ہوتا ہے ۔ اسی طرح خدا تعالےٰ سمجھاتا ہے ۔ کہ تم میری خلوت میں آؤ گے ۔ اور ماسویٰ کو مقام فنا میں لا کر آؤ گے ۔ پھر بھی محمد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو ضرور ساتھ پاؤ گے ۔ کہ اس جیسا کوئی اور عبد نہیں ۔

میں نے لا نضیع اجر المحسنین پر تدبر کیا ہے ۔ کہ کیا وجہ ہے دوسرے انبیاء کی تعلیم بالکل محفوظ نہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم محفوظ ہے ۔ تو مجھے سمجھایا گیا ۔ کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی دوسری صفات نے بھی جلوہ کرنا تھا اور ہر ایک نبی نے خدا کی ایک نہ ایک صفت کے ماتحت کام کیا ہے اس لئے ان کی تعلیم کے ساتھ دوسرے نبی کی تعلیم کا اضافہ ہے ۔ مگر آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم محسن کامل تھے ۔ آپ کی ذات آپ کی تعلیم خدا تعالیٰ کی صفات کا جلوہ تھا ۔ اس لئے خدا نے فرمایا ۔ انا لہ لحافظون ۔ ہم اس کو محفوظ رکھیں گے ۔ میں تمہیں دلی خلوص کے ساتھ یقین دلاتا ہوں کہ نبی کریم سے بڑھ کر مخلصین لہ الدین کوئی نظر نہیں آتا ۔ کیونکہ آپ نے اس کلمہ لا الہ الا اللہ کے ذریعے نہ خود نجات پائی بلکہ ایک دنیا کو نجات دلائی ۔ بلکہ اس کے غلاموں کے غلام لوگوں کو نجات دینے والے ہوئے ۔ جیسا کہ اس نے اس زمانے کے امام کی زبان پر فرمایا ۔ آگ سے ہمیں مت ڈرا کہ آگ ہمارے غلاموں کے غلاموں کی غلام ہے ۔ دنیا میں شاید یہ بات لطیفہ بھی ہو وے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات پر کسی نے نوحہ نہیں لکھا مگر میرا دل ہمیشہ نوحہ کیا کرتا ہے کہ اور سول تو نے ہمیں کیوں چھوڑ دیا جس کی معرفت الٰہی کامل تھی ۔ کہ خدا کے سوا اگر یا کچھ نظر ہی نہ آتا تھا ۔ سارے عرب کے عمائد آپ کے برخلاف اُٹھے ۔ آپ کے چچا کے پاس شکائت کی ۔ آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں اور امیدیں بھی دلائیں ۔ کہ اگر مال کی خواہش ہے تو دے ۔ اگر حسین سے حسین بی بی چاہیے ۔ تو وہ حاضر ہے ۔ اگر بادشاہی کی حرص ہے تو ہم اپنا سردار بنا لیں ۔ مگر آپ نے فرمایا ۔ کہ مجھے کسی چیز کی بھی ضرورت نہیں میرے لئے میرا خدا کافی ہے ۔ اگر مال کچھ چیز ہے ۔ اگر دنیا کی بادشاہتیں کچھ قدر رکھتی ہیں ۔ تو خدا تعالیٰ خود ہی مجھے دیدیگا ۔ تمہارے واسطہ کی ضرورت نہیں ۔

پھر ہم دیکھتے ہیں ۔ کہ آپ کا وجود کس قدر بابرکت اور بلوث ہے کہ بادشاہوں کا غلام زادہ ہونا تو ایک قسم کی گالی اور ذلت کا موجب ہے مگر آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے غلام زادے بھی دنیا میں وہ عزت پا رہے ہیں ۔ جو بڑے سے بڑے رئیس کو حاصل نہیں ۔ میں جب راہ میں چلتا ہوں ۔ تو لوگ دست بوسی اعزاز و اکرام میں ایسا مبالغہ کرتے ہیں ۔ کہ رستہ چلنا دشوار ہو جاتا ہے اس وقت میں خیال کرتا ہوں ۔ کہ اللہ اکیا ہی عالیشان ہے وہ نبی جس کا غلام زادہ ہونا اس قدر عزت و شرف کا موجب ہے ۔ آخر یہ عزت جھیری کی جاتی ہے ۔ یہ اسی لئے ہے کہ میں غلام احمد کا بیٹا ہوں ۔ یعنے آنحضرت صلعم کا غلام زادہ ہوں ۔

اس سے آگے ان دینی نجات یافتگان میں سے بعض کا ذکر کرتا ہے کہ بعض تو جبا ندرہ ہو جاتے ہیں۔ اور بعض پھر کفران نعمت سے انکار کرتے ہیں۔ اور ایسا شخص بڑا ہی عذر کرنے والا اور بڑا ہی کفر کرنیوالا ہے پھر فرماتا ہے۔ کہ اے لوگو تقوےٰ اختیار کرو اور تقوےٰ کی راہ بہت ہی آسان کر دی ہے۔ ابھی اس میں کیا مشکل ہے۔ کہ انسان کمائے پیئے۔ مگر خدا کے لیئے۔ کھانے پینے سے جو مطلب تھا وہ بھی حاصل ہو گیا۔ اور مخلصین لہ الدین کی شان بھی قائم رہی ہم کھائیں اور حلال طیب عمدہ عمدہ غذائیں بھی کھائیں۔ مگر اس نیت سے کہ خدا کا حکم ہے۔ تقوےٰ یہی ہے کہ ہمارے کاموں میں اللہ ہی اللہ ہو۔ اور اسی کا ڈر رکھا جاوے۔ کیونکہ وہ رب ہے۔ یہ ربکم اسی لیئے فرمایا۔ کہ دنیا میں سب ربوں سے ڈرتے ہیں۔ نوکر اپنے آقا سے ڈرتے ہیں۔ افسوس کہ ان ظاہری پالنے والوں کا ڈر تو رکھیں اور اس حقیقی رب سے نہ ڈریں جو اس نوکر و آقا دونوں کا رب ہے۔ اسی لیئے ربکم فرمایا۔ یہ تو ایسا ہی ہے۔ کہ خلعت تو دے بادشاہ اور شکریہ ادا کیا جاوے اس چپڑاسی کا جس کے ہاتھ پہونچے۔ یہ سفلی خیالات والے لوگوں کا قاعدہ ہے اور ایسا کرنا قلت نظر پر مبنی ہے ایک فقیر کا قصہ ہے کہ اس کو ایک جج نے خیرات دی۔ تو وہ اسے دعا دیتا ہے۔ کہ خدا تمہیں تھانیدار بنا دے۔ کیونکہ اس کے نزدیک اس سے بڑھکر کوئی عہدہ نہ تہا۔ اسی طرح لوگ دنیا کی بعض طاقتوں کو رب سمجھ لیتے ہیں۔

مجھے ایک بزرگ کا لطیفہ یاد آگیا۔ کہ آپ کے مارنے کا ایک بادشاہ نے قصد کیا۔ وہاں سے سات منزل دور تھا۔ کسی نے اطلاع دی تو آپ نے فرمایا۔ ہنوز دلی دور است۔ پھر ایک منزل بادشاہ آگے آ گیا۔ تو کسی نے عرض کیا۔ وہ تو اب چھ منزل رہ گیا۔ فرمایا ہنوز دلی دور است۔ اسی طرح ہر منزل کی خبر پہونچنے پر فرمایا۔ یہاں تک کہ دروازہ پر پہونچا۔ وہاں بھی آپ نے یہی فرمایا۔ تو آخر کیا ہوا۔ دروازہ میں داخل ہوتے اس کی جان نکل گئی۔ یہ اس لئے کہ وہ اپنے رب کو دیکھ رہے تھے۔ اور دنیا کے لوگ اس بادشاہ کی طاقت کو۔

پھر اس دن سے ڈرتا ہے جہاں والد اپنے ولد سے کچھ کام نہیں آئے گا۔ اور یہ دن دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں بیٹے کے پیٹ میں درد ہو۔ تو باپ اسکو بانٹ نہیں سکتا۔ اسی طرح بیٹا باپ کے کام نہیں آسکتا۔ گویا اس میں یہ سمجھایا۔ کہ نہ اگلے سفارش کر سکیں گے نہ پیچھے آنے والے۔ حضرت نوح اپنے بیٹے کے لئے کیا کر سکے۔ اور حضرت ابراہیم اپنے باپ کے لئے کیا بنا سکے۔

پس تمہیں دنیا کی زندگی دھوکہ میں نہ ڈالدے اور نہ اللہ کی ذات کے متعلق کوئی دہوکہ ہو۔ جیسے یسوعیوں کو ہوا۔ کہ اوہنوں نے اپنی بدعملیوں کے عوض مسیح کے کفارہ پر بھروسہ کیا۔

پھر فرماتا ہے کہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ خداتعالےٰ نے آدمی پر بہت بڑے فضل کئے ہیں۔ لیکن جب انسان انعامات الٰہی کی قدر نہ کرے تو یہ نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ مثلاً معدہ ایک بھاری نعمت ہے۔ لیکن اگر انسان اس نعمت کو برے رنگ میں استعمال کرے تو یہی نعمت دکھ درد بلکہ ہلاکت کا موجب ہو جاوے گی۔ اسی طرح آنکھ سے انسان اگر کام نہ لے اور تاریکی میں بٹھا رہے تو کچھ مدت بعد اسے بالکل دکھائی نہ دے گا۔ اسی طرح تمام اعضاء کا حال ہے۔ اور اسی طرح انسان کی روحانیت کا حال ہے۔ جب انسان روحانیت سے کام نہ لے تو یہ قوت بھی مرجاتی ہے اور جب لوگ انعامات الٰہی کی قدر نہیں کرتے تو عذاب آتے ہیں۔ چنانچہ اس ملک میں ہی دیکھ لو۔ کانگڑہ کے زلزلہ حیدرآباد کے سیلاب نے کیا تباہی ڈہائی ہے۔ پھر زلزلے پر زلزلے آتے اور آرہے ہیں۔ یہاں تک کہ لوگ پکار اٹھے۔ کہ زمین کو کیا ہو گیا اور ضرور تھا کہ ایسا ہو۔ کیونکہ قرآن مجید میں پہلے سے لکھا تہا۔ اذا زلزلت الارض زلزالہا۔ واخرجت الارض اثقالہا وقال الانسان۔ مالہا۔ جب انسان کے دل میں کفر و بدعت کی آگ نے جوش مارا۔ تو خدا نے زمین کو حکم دیا۔ کہ تو بھی جوش مار اور اپنے اندر کی آگ نکال۔ کیونکہ انسان بھی اس مٹی سے پیدا ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ انسان دب گیا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ جب دو پاگل ہوں اور ایک پاگل جنون میں قوی ہو۔ تو دوسرا خاموش ہو جاتا ہے۔ پھر زلزلوں پر ہی اکتفا نہیں۔ بلکہ طاعون نے وہ جوش مارا ہے۔ کہ کئی پُر رونق شہر ویران ہو گئے۔ جہاں گھروں میں شادیانے بجتے تھے۔ وہاں ماتم بپا ہے اور جہاں انسان بستے تھے۔ وہاں الوؤں کی بستی ہے اور ہر ایک دل پکار اٹھا ہو کہ دنیا خوشی کا مقام نہیں۔ یہ عذاب بھی ٹلنے والا نہیں۔ جب تک ہم اپنی حالتوں کو تبدیل نہ کرلیں گے اور آیا بھی اس وقت جب ہم نے اپنے دلوں کی حالت کو خراب کر لیا۔ فرماتا ہے۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم ایک بزرگ کہتے ہیں۔ جب مجھ سے کوئی معصیت ہو جاتی ہے تو گھوڑی جس پر میں سوار ہوتا ہوں مجھ سے اڑنے لگ جاتی ہے۔ اس میں یہ نکتہ ہے۔ کہ جب اپنے مولیٰ سے انسان سرکش ہوں۔ تو وہی چیزیں جو اس کے مسخر اور اس کی خادم ہیں۔ اس کی خلاف ورزی کرنے لگ جاتی ہیں اور وہی چیز جو اسکی راحت و آسائش کا موجب تھیں۔ دکھ و تکلیف کا سبب بنجاتی ہیں۔ پیرس شہر عروس البلاد تھا۔ مگر جب فسق و فجور میں حد سے بڑھا۔ تو خدا نے کہا کہ میں اس کا زیور اتار دوں گا۔ کیونکہ دولہا (تقوےٰ) مرگیا۔ جب اس دولہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی قدر نہیں کی۔ تو میں بھی اس دلہن کی چوڑیاں اب اتاروں گا۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ غضبت غضباً شدیداً۔ ایک معمولی حاکم پھر بادشاہ کا غصہ کس قدر ہولناک ہو سکتا ہے۔ تو پھر اس بادشاہوں کے بادشاہ کا غصہ کیسا خطرناک ہو سکتا ہے۔ ڈرنا چاہیئے تو پھر اس نے فرمایا۔ کہ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کریگا۔ روس و جاپان کا حملہ بھی ایک حملہ تہا۔ اور اس سے تین لاکھ کے قریب انسان ہلاک ہوا۔ مگر یہ تو خدا کا حملہ ہے پھر حملہ بھی نہیں۔ حملے اور حملے بھی زور آور۔ اور زور آور حملے ہی اس کے جس کا مقابل کوئی نہیں اور یقیناً کوئی نہیں اور اس کی تلوار کے مقابل میں کوئی تلوار نہیں۔

اب ان حملوں سے اور اس کی تلوار کی کاٹ سے بچنے کا ایک ہی طریق ہے۔ کہ تم روئی کی طرح بن جاؤ۔ اور پانی کی مانند رقیق ہو جاؤ۔ کہ تلوار ان دو چیزوں پر کوئی اثر نہیں کرتی۔

اس وقت بھی طاعون پھیل رہا ہے۔ یہاں اجتماع ہونیوالا تہا مجھے بہت خوف تہا۔ میں نے جناب الٰہی میں بڑے عجز سے دعا کی۔ خواب دیکھا۔ کہ بھیڑیں ہیں۔ لوگ ان کو مارتے ہیں۔ مگر وہ اور پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس وقت میں نے کہا کہ میں کپڑے بدل آؤں۔ کپڑے بدل کر جو آیا۔ تو ان کا نام و نشان نہ تہا۔ اور ہلکی ہلکی بوندیاں ہو رہی تھیں اس میں اشارہ ہے کہ تبدیلی کرو۔ خدا کی رحمت کا نزول ہوگا لوگ بیماری کی وجہ سے پریشان و مضطرب الحال پھرتے ہیں مگر تمہارے لئے دعاؤں کا خوب موقعہ ہے۔ کیونکہ کرب میں دعا خوب قبول ہوتی ہے۔ لیکن دعا وہی ہے۔ جو قبل از نزول بلا ہو۔ ضحاک بہت ظالم بادشاہ تہا۔ مگر کسی نے نہیں سنا۔ کہ اس نے اپنے بچوں کو بھی مار دیا۔ غرض ظالم سے ظالم بھی اپنی اولاد پر رحم ہی کرتا ہے۔ اور خدا تو پہلے ہی ارحم الراحمین ہے۔ پس تم خدا کے بچے بن جاؤ۔ اور فرمانبردار بچے بن جاؤ۔ تو پھر تمہیں کل بلیات سے محفوظ رکھیگا۔ کیونکہ علم الساعۃ موت کا وقت اسی کو معلوم ہے۔ جب انسان کو معلوم نہیں۔ تو چاہیئے۔ کہ ہر وقت فرمانبرداری

مین گذارے۔ کیونکہ معلوم نہین کہ کس وقت موت۔ کا پروانہ آجاوے
لاتموتن الا وانتم مسلمون کے بھی یہی معنے ہین۔ سپاہی میدان جنگ
مین جاتا ہے۔ اسوقت سب سے قطع تعلق کرکے ایک خیال مین ہوتا ہے
کیونکہ اسے اپنی موت کا یقین ہوتا ہے۔ لیکن اس کے لئے تو پھر
گھڑی دو گھڑی کا وقفہ ہے۔ لیکن مومن کو تو اتنا بہر دسہ بھی نہین
چاہیئے۔ کیونکہ کیا معلوم کہ موت کس وقت اور کس دروازے سے آئے
پھر فرماتا ہے۔ و ینزل الغیث ۔ یعنے بارش خدا کے ہاتھ
مین ہے۔ زمیندار بارش کے موقعہ کا منتظر رہتا ہے۔ اور
بارش دیکھ کر یہ نہین کہتا اب نہین بوتے۔ پھر بولینگے۔ اسی طرح یہ
نہین کہنا چاہیئے۔ کہ پھر توبہ کرلیں گے۔ کیونکہ نہین معلوم خدا کی رحمت
کا نزول پھر کس وقت ہو۔
اسی طرح انسان کہتا ہے۔ ہم نے نہین کیا ہمارے بیٹے کرلین گے
مگر خدا فرماتا ہے۔ ویعلم ما فی الارحام۔ کہ تمہین کیا معلوم بیٹے پیدا
ہو کر نیکی کرین گے یا بدی۔ یہ تو ہمین کو معلوم ہے۔ کہ وہ کیسے ہین۔
اور ہون گے۔

پھر فرماتا ہے۔ وما تدری نفس ماذا تکسب غداً۔ جب دنیا کی
زندگی مین تمہین معلوم ہوگا۔ کل کیا ہوگا۔ تو اس فردائے قیامت کا
تمہین کیا حال معلوم۔ اس کی فکر کرو۔ پھر موت کے متعلق نہ تو مکان کا علم
دیا گیا ہے نہ زمان کا۔ اس لئے ہر وقت ہر جگہ سمجھو۔ کہ ہم معرض فنا
مین ہین۔ اور اطاعت رسول وطاعت خدا تعالیٰ مین گزارو۔ کیونکہ
اللہ تعالے علیم ہے اور پھر نرا علیم نہین۔ بلکہ خبیر بھی ہے۔ وہ
اپنی طاقتون کا اظہار بھی کرسکتا ہے اور کرتا ہے جیسے کہ اردو مین
بھی محاورہ ہے۔ کہ مین تمہاری خوب خبر لون گا۔

اخیر مین مین تمہین نصیحت کرتا ہون۔ کہ مخلصین لہ الدین ہو کر
رہو کہ یہ نجات کی کلید ہے۔ اور قرآن شریف بہت پڑھو اور پڑھاؤ
کہ یہ ذریعہ نجات ہے اور اس سے بہت محبت رکھو۔ مین تمہین ایک
واقعہ سناؤن۔

حضرت صاحب بچون پر بہت ہی مہربان تھے۔ اگر کوئی کسی
لڑکے کو جھڑکتا یا مارتا۔ تو آپ بہت ہی ناراض ہوتے اسی لئے
ہمارے سکول مین مار کی سخت ممانعت ہے۔ مگر با اینہمہ مین نے
دیکھا۔ کہ ایک دفعہ مبارک احمد نے جو بالکل بچہ تہا۔ قرآن شریف
کو چھیڑا۔ اور اس کی بے ادبی کی۔ تو آپ کا چہرہ سُرخ ہوگیا اور
آپنے زور سے ایک دو تھپڑ مارے اور فرمایا۔ کہ اگر آج اس
کے دل مین اس کی عظمت نہ بیٹھے گی تو کل یہ کیا تعظیم کرے گا۔
اپنے بچون کو بھی قرآن شریف پڑھاؤ اور اس کامل کتاب اور کامل رسول
کی عزت ان کے دلون مین بٹھا دو۔ کہ دین و دنیا کی فلاح اسی پر
موقوف ہے۔ والحمد للہ رب العالمین ۔

## حکیم فضلدین مرحوم

ہمارے مہربان اور عزیز دوست
حاجی حافظ حکیم فضل الدین
صاحب احمدی بھیروی مہاجر

کئی ماہ کی لمبی علالت کے بعد ۸۔ اپریل ۱۹۱۰ء کو ۱۲ بجے دن کے اس جہان
فانی کو چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی کے پاس چلے گئے۔ انا للہ وانا الیہ
راجعون۔ مرحوم کئی مہینوں سے سوزش مثانہ اور درد شانہ سے سخت
تکلیف مین تھے۔ برائے تشخیص مرض آپ کو لاہور بھیجا گیا۔ جہان ڈاکٹرون
نے معلوم کیا کہ یہ تکلیف سنگ مثانہ کے سبب ہے۔ چنانچہ پتھری نکالی گئی
مگر ضعف بہت تھا اور درد ذات الجنب بھی شروع ہوگیا اور اسی مین
وفات پائی۔ جنازہ یہان لایا گیا اور ۹۔ اپریل کی صبح کو بعد نماز جنازہ مقبرہ
بہشتی مین دفن کیا گیا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔ بیماری کی تکالیف کو جس حوصلہ
اور استقلال کے ساتھ حکیم صاحب برداشت کرتے تھے۔ وہ انہین کا
کام تھا۔ لوگ دیکھ دیکھ کر حیران ہوتے تھے آخر بے ہوشی مین آیات
قرآنی آپ کی زبان پر جاری تھین حکیم صاحب موصوف کے معالج ڈاکٹر سید
محمد حسین شاہ صاحب اپنے خط مین جو حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت مین آیا
ہے۔ تحریر فرماتے ہین کہ حکیم صاحب "آخری دم تک رضا بقضا رہے
اور ایک اطمینان یافتہ دل سے کر اللہ کے حضور حاضر ہوئے۔ مرحوم
حضرت مسیح موعود کے بہت پرانے خدام مین سے تھے۔ جماعت احمدیہ
مین ایک مشہور عالم اور کارکن ممبر تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے
کتاب فتح اسلام مطبوعہ سنہ ۱۸۹۰ء مین ان کے متعلق لکھا ہے۔ حکیم صاحب
ممدوح جس قدر مجھ سے محبت اور اخلاص اور حسن ارادت اور راسخ دلی
تعلق رکھتے تھے مین اس کے بیان کرنے سے قاصر ہون وہ میرے سچے خیر خواہ
اور دلی ہمدرد اور حقیقت شناس مرد ہین۔ بعد اس کے جو خدا تعالیٰ نے
اس اشتہار کے لکھنے کے لئے مجھے توجہ دی اور اپنے الہامات خاصہ سے
امیدین دلائین۔ میرے یہ عزیز بھائی بغیر اس کے کہ مین ان سے ذکر
کرتا۔ خود بخود مجھے اس اشتہار کے لکھنے کے محرک ہوئے اور اس کے اخراجات
کے واسطے اپنی طرف سے سو روپیہ دیا۔ مین ان کی فراست ایمانی
سے متعجب ہون کہ ان کے ارادہ کو خدا تعالیٰ کے ارادہ سے توارد ہو
گیا وہ ہمیشہ در پردہ خدمت کرتے رہتے ہین اور کئی سو روپیہ پوشیدہ طور
پر محض ابتغاءً لمرضات اللہ۔ اس راہ مین دے چکے ہین خدا تعالیٰ انہین
جزائے خیر دے" حکیم صاحب مرحوم کے اس اخلاص کا یہ فوٹو ہے
جو کہ انہون نے اس سلسلہ کے آغاز مین دکھایا اس کے بعد دن بدن
انہون نے اخلاص و محبت مین ترقی کی۔ ہمیشہ مخلوق کو راہ ہدایت پر لانے
مین مصروف رہتے۔ بھیرہ مین روزانہ درس قرآن شریف دیا کرتے بالآخر
بھیرہ سے ہجرت کرکے قادیان مین ہی سکونت اختیار کی۔ اور یہان بھی درس
تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور بھیرہ مین جس قدر جائداد اپنی بنائی ہوئی تھی
جسمین ایک شاندار حویلی شہر مین ہے اور باہر ایک قطعہ زمین اور ایک
کنواں ہے۔ ہزارہا روپیہ کی جائداد سب اپنی وصیت مین صدر انجمن
کو ہبہ کردین اور اپنی زندگی مین ہبہ نامہ رجسٹری کروا دیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزا
مرحوم قادیان مین مختلف دینی خدمات پر مامور رہ مصروف رہے۔
مطبع ضیاء الاسلام ایک بڑی مدت تک چلایا۔ جسمین اکثر کتب حضرت
صاحب چھپ چکین۔ مدرسہ کی ابتدائی حالت مین اس کے سپرنٹنڈنٹ
تھے۔ کتب خانہ حضرت اقدس کے مہتمم رہے۔ حضرت صاحب کی اکثر
دینی خدمات مین سرگرمی سے حصہ لیتے تھے اور بالآخر اہتمام لنگر خانہ
ان کے سپرد ہوا جس کام کو انہون نے آخری وقت رخصت قادیان تک
باوجود علالت طبع کے نہایت محنت اور توجہ سے سرانجام دیا۔ مرحوم
و مغفور حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب کے
بچپن سے دوست تھے اور اس دوستی کو انہون نے آخر دم تک
نہایت صدق اور اخلاص اور یک رنگی کے ساتھ نبھایا۔ حضرت
خلیفۃ المہدی والمسیح نے ایک دوست کے خط کے جواب مین لکھوایا کہ
حکیم صاحب جسمانی جان و مال سے ہمیشہ مجھ پر قربان رہے
مجھے ان کی جدائی کی بہت تکلیف ہے مین ان کے لئے دست بدعا
ہون اور دوستون کو تاکید کرتا ہون کہ ان کے لئے دست بدعا ہون
اور ان کی بیویون کے متعلق ایسا انتظام کیا جاویگا۔ کہ انہین کسی قسم
کی تکلیف نہ ہو اور میرے بعد میرے جانشین بھی انشاء اللہ ان کے
ساتھ ایسا ہی حسن سلوک کرتے رہینگے۔ مرحوم کی کوئی اولاد جسمانی
نہین ہوئی۔ لیکن اس قدر آدمیون کو آپنے اپنے روحانی فیض
سے مالا مال کیا ہے کہ ان کے لئے صدقہ جاریہ دنیا مین قائم ہو
آپ کی دو بیویان ہین۔ جن مین سے چھوٹی مرض الموت مین آپ
کے ہمراہ تھی اور نہایت محنت اور جانفشانی سے آپکی خدمت مین
مصروف رہی۔ اس عصرت مآب خاتون کا بیان ہے کہ حکیم صاحب
کی زندگی اتنی ہی تھی۔ اور ان کے لئے مقدر تھا کہ اب وہ اس دنیا
کو چھوڑ جاوین۔ لیکن جو خدمت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے اور دیگر
احباب نے لاہور مین بحالت مرض حکیم صاحب کی ادا کی کوئی شاید اپنے
پیارے بچون کی بھی ایسی ہمدردی بمشکل کرتا ہوگا اور بعد وفات
نہایت عزت کے ساتھ ان کی تجہیز و تکفین کا سامان کیا اور ایک بڑی
جماعت اسٹیشن تک جنازہ کے ہمراہ ہوئی۔ ان کی اس محبت اور خدمتگذاری
نے میرے غم کو بہت تسکین دی ہے اللہ تعالیٰ ان دوستون کو جزائے
خیر دے۔ جنہون نے مرحوم کی اس آخری خدمت کا حق ادا کیا۔ مرحوم گویا
ان کو اس اخلاص کے اظہار کا موقعہ دینے ہی کیواسطے آخری وقت
مین لاہور گئے تھے یا مرحوم کو اپنے پیارے آقا حضرت مسیح موعود کے
ساتھ ایسی محبت اور یگانگت تھی کہ ان کی روح نے یہی چاہا کہ اپنے
محبوب کی طرح زندگی کے آخری ایام لاہور مین جا گزارے اور وہین کے
مکان مین اس دنیا کو چھوڑے جس مین حضرت کا وصال ہوا تہا اور

اسی طرح آپکے جنازہ قادیان لایا جاوے - جس طرح حضرت کا لایا گیا تھا حکیم صاحب موصوف عاجز راقم کے نہ صرف ہموطن اور ہم محلہ تھے - بلکہ ایک محسن اور مخلص خیر خواہ دوست تھے نہ صرف میرے بلکہ میرے والد صاحب مرحوم کے ساتھ بھی ان کو دوستی کا تعلق تھا - والد مرحوم اپنے اکثر امور میں حکیم صاحب موصوف کے مشورہ ہی کو مفید جانتے تھے -

اللھم رب اغفرلہما وارحمہما برحمتک یا ارحم الراحمین -

بالآخر ہم دعا کرتے ہیں - کہ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب موصوف کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کے واسطے نماز جنازہ ادا کریں -

عبدالدین خیر فروش احمدی سے اکثر احباب واقف ہیں کیونکہ احمدی بازار میں وہ دودھ بیچا کرتا تھا - گذشتہ ہفتہ میں وہ بھی اس جہان سے چل دیا - احباب اس کو بھی نماز جنازہ کی دعا میں حصہ دیں اور شامل فرماویں دوسری میاں قطب الدین صاحب احمدی سگ امرتسری - جعفر کے پرانے مریدوں میں سے تھے - فوت ہو گئے ہیں ان کو بھی دعا میں ان کے جنازہ میں شامل کریں - صوفی ابراہیم صاحب کی دو منصوری کی والدہ فوت ہو گئی ہیں ان کیواسطے بھی دعا کی جاوے -

## ریویو

**باوا نانک صاحب کی سوانح عمری** | شیخ محمد یوسف صاحب نو مسلم ایڈیٹر نور سابق سورن سنگھ

کتاب کے نام ہی سے ناظرین آگاہ ہیں اور سکھوں اور آریوں کے مقابلہ میں ان کی پرزور قلم سے نکلے ہوئے مضامین پڑھ چکے ہیں - شیخ صاحب موصوف نے حال میں باوا نانک صاحب کی ایک سوانح عمری لکھی ہے جو ان کے وسیع معلومات متعلق سکھ مذہب و گورمکھی لٹریچر کی ایک شاندار شہادت ہے - مسلمانوں کو چاہیے کہ اسے باوا ایمان کیواسطے اس کتاب کو خریدیں - اور حصول ثواب کیلئے اپنے ہموطن سکھ صاحبان کو بطور تحفہ کے پیش کریں - اگر سکھ صاحبان اس کتاب کو غور سے مطالعہ فرمائیں تو امید ہے کہ بدقسمتی سے جو منافرت ان میں اور مسلمانوں میں ہو چکی ہے - وہ دور ہو کر پھر اسی طرح باہم شیر و شکر ہو جاویں جس طرح باوا صاحب موصوف اور ان کے مسلمان دوست تھے - اس کتاب کی قیمت [illegible] ہے - اور شیخ صاحب موصوف سے مل سکتی ہے -

**دھرم کی کسوٹی** | ایک آریہ سوامی درشنانند نامی نے - راولپنڈی میں مسلمانوں پر ۱۲ سوالات کئے تھے جن کے نہایت معقول اور مدلل جواب اس سلسلہ کے پر جوش عالم حکیم شاہ نواز صاحب نے لکھکر ایک بڑے مجمع میں پڑھے تھے - ان جوابات کو بھی شیخ نو مسلم محمد یوسف صاحب نے - فائدہ عام کے واسطے چھپوا کر شائع کر دیا ہے - قیمت ا / ہے - اور شیخ صاحب موصوف سے مل سکتی ہے -



**دیسی کلنڈر** | نیاز علی خاں صاحب تاجر کتب ہال بازار امرتسر چند سالوں سے دیسی کلنڈر (جنتری) چھاپا کرتے ہیں - جن میں انگریزی عربی اور دیسی تاریخیں نہیں ہوتیں - خانصاحب نے سب محنت سے اسلامی تاریخوں کو درست کیا ہے - اور سب خرچ اپنا کیا ہے - خرید کتب میں ان کی مدد کرنی چاہیے - قیمت فی نسخہ ایک آنہ ہے - دفتر بدر سے مل سکتا ہے -

**امتحان انٹرنس کا نتیجہ** | نکل آیا - قادیان کے مدرسہ تعلیم الاسلام میں ۸ لڑکے کامیاب ہوئے کل ۱۲ اُٹھے - پاس ہونے والوں کے نام یہ ہیں - اول المعلمین بشیر احمد صاحب - عبداللہ - عبدالحق - عبدالحمید خاں - امر ناتھ - افتخار دین - نثار احمد - محمد شفیع ایک لڑکا چراغ الدین انڈ کانسٹیٹیوشن (زیر تجویز) ہے - سنا گیا ہے - کہ نتیجہ پنجاب میں کل ۷۷ فیصدی پاس ہوئے ہیں - اس لحاظ سے ہمارے مدرسہ کا نتیجہ بہت عمدہ رہا ہے تاہم جس محنت اور توجہ سے ہیڈ ماسٹر صاحب اور دیگر مدرسین نے لڑکوں کو تعلیم دی تھی - اس کے لحاظ سے جیسی امید تھی - وہ بوجہ دودی کی سختی کے پوری نہیں ہونے دی -

**ایک مفید کام** | حضرت خلیفۃ المہدی کے خطبہ جمعہ در ایام جلسہ کو جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے فائدہ عام کے واسطے ایک چار صفحہ کا ٹریکٹ چھپوا کر مفت تقسیم کیا ہے - اور سب مسلمانوں کو خدا کا واسطہ دیا ہے کہ اسے کم از کم دو بار غور سے پڑھیں تاکہ ان پر حقیقت سلسلہ احمدیہ کھل جائے - اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو جزائے خیر دے کہ وہ ایسے مفید عام دینی کاموں میں کوشاں رہتے ہیں -

**میرٹھ میں جلسہ احمدیہ** | میرٹھ میں نوچندی کا ایک مشہور میلہ ہوتا ہے - اس میں مختلف مذاہب کے لوگ بالخصوص آریہ اپنے کیمپ لگا کر لیکچر دیا کرتے ہیں - چنانچہ اس سال بھی آریوں نے انجمن اسلام کے برخلاف اپنی عادت کے موافق بدتہذیبی اور دریدہ دہنی شروع کی - احباب احمدیہ میرٹھ نے وہاں ایک مکان کا انتظام کر کے مبلغین سے چند احمدی واعظین کو موقعہ کے واسطے طلب کیا ہوا تھا - چنانچہ میر قاسم علی صاحب وقت پر پہنچ گئے اور انہوں نے آریاؤں کے جیب لیکچر کے بعض حالات پر روشنی ڈالکر ان کے اندرونے کو کھول دیا تو وہ اپنے لیکچروں کی روش پر شرمندہ ہوئے - مولوی غلام رسول صاحب واعظ بھی وہاں پہنچے تھے - جن کا وعظ قرآنی میرٹھ کی سوسائٹی کے واسطے بہ سبب معارف و حقائق ایک نئی بات تھی - شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم بھی تشریف لے گئے تھے - اور لاہور سے خواجہ صاحب بھی اس جلسہ پر بلائے گئے تھے جنکا لیکچر ہفتہ کی شام کو بڑی مقبولیت کے ساتھ ہوا - اور اسکے علاوہ لوکل ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں جناب خواجہ صاحب نے بانیان جلسہ کے فرمائش پر ایک تقریر کی جسمیں مسلمانوں کے نزول کے اصلی راز کیطرف توجہ دلانے کے واسطے ان قوم اتخذو ھذا القرآن مھجورا کی تفسیر بیان فرمائی ان تقریروں سے میرٹھ کے لوگوں میں ایک خواہش پیدا ہو گئی ہے کہ ہماری جماعت کے اس قسم کے وعظوں کا سلسلہ جاری کیا جائے - ان لیکچروں کے انتظام کے واسطے جناب محمد حسین خانصاحب جج اور شیخ عبدالرشید صاحب اور دیگر ممبران جماعت احمدیہ بہت شکریہ کے لائق ہیں - بالخصوص شیخ صاحب موصوف جنہوں نے نہایت محنت اور سرگرمی سے سارا اہتمام کیا -

**بنگہ میں لیکچر** | بنگہ ضلع جالندھر میں آریاؤں کے مشہور بدزبان لیکچرار یوگندرپال نے اپنی عادت کے موافق مسلمانوں کے واسطے آزارہ کلمات میں ایک سلسلہ لیکچروں کا شروع کیا جسپر وہاں کے مسلمانوں کی دعوت پر یہاں سے ماسٹر عبدالرحمن صاحب - شیخ محمد یوسف صاحب اور میاں الہ دین صاحب فلاسفر تشریف لے گئے - ہر سہ صاحبان نے نہایت متانت کے ساتھ یوگندر کے اعتراضوں کے جواب دیئے اور اندرونہ مذہب دیانند پر روشنی ڈالی جس سے وہ سب شرمندہ ہوئے - شیخ رحمت اللہ صاحب سبزی فروش نے تمام جلسہ کا انتظام کیا - اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے -

**ضرورت** بعض دوستوں کو کتاب عسل مصفی کی ضرورت ہے اگر کوئی صاحب فروخت کرنا چاہیں - تو ہمارے پاس بھیج دیں - ایک دوست مالابار کے رہنے والے اس کتاب کی بہت ہی ضرورت ظاہر فرماتے ہیں - کیونکہ اس ملک میں تبلیغ کے واسطے بہت ضرورت ہے - اور وہ کتاب انکے واسطے یہاں سے دستیاب نہیں ہو سکی - جو صاحب قیمتاً یا وقف ان کے لئے کتاب عطا کریں گے انکے واسطے انشاءاللہ بہت ثواب کا موجب ہوگا -

**دعاگو کی عرض** | (۱) میرے عقد اخوت والے اشتہار کو پڑھکر بعض احباب نے اس عاجز کو خطوط لکھے اور عقد اخوت میں شامل ہونیکی استدعا کی - لیکن بعد ازاں اب تک اپنی خیریت کی بھی اطلاع نہیں دی - میں ایسے احباب کی خدمت میں نہایت محبت سے دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ جب تک ہم سب آپس میں یکدل ہو کر نہایت محبت اور پیار اور جوش سے ایک دوسرے کیلئے ہمدردی سے دعا نہ کرینگے - تب تک اخوت کے اس درجہ کو جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے - نہیں پہنچ سکتے (۲) جو صاحب اس عاجز کو دعا کیلئے لکھتے ہیں - ان کیلئے بقدر وسعت ماشاءاللہ خود بھی دعا کرتا ہوں - حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی خدمت میں بھی عرض کرتا ہوں - اور دوسرے بھائیوں سے بھی جو یہاں مقیم ہیں کراتا ہوں والسلام (العبد محمد حسن دفتری میگزین -)

(جنہوں نے بھی ایک لیکچر دیا)

# اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرے اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب مدظلہ کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا گیا ہے اور اصلی ممیرا جس کو خود حضرت نے دیکھ کر اصلی ممیرا ہونے کی تصدیق کی۔ جس میں ڈالا گیا ہے حضرت نے اس ممیرے کے سرمے کے متعلق خود فرمایا کہ برائے "امراض چشم بسیار مفید است" اس شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی مجھے ضرورت نہیں کیونکہ چار لاکھ افراد کا امام جو طبی حیثیت اور تجربہ سے بھی طبی امام کہلانے کا جائز حق رکھتا ہے اس کے مفید ہونے کی شہادت دیتا ہے۔ یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال۔ سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند وغیرہ امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ قسم اول ۸/ فی تولہ قسم دوم ۴/ اصلی ممیرا قسم اول ۵/ قسم دوم ۲/

اور نیز علاوہ ازیں ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سفید سیاہ اشمی ریشمی اور سوتی اور شری صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں اچھی زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں۔

المشتہر احمد نور۔ کابلی مہاجر سوداگر۔ قادیان ضلع گورداسپور
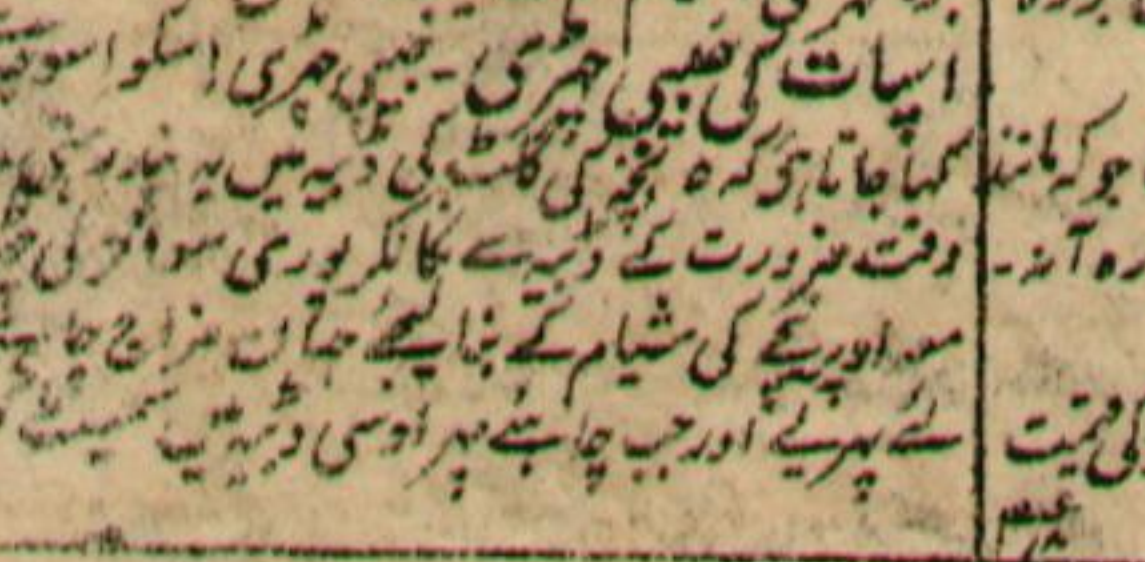
اہل اسلام کے لئے ایک نادر موقعہ

# سوانح عمری



حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و بانی اسلام

مرتبہ

شریمتی پرکاش دیوجی پرچارک برہمو دھرم

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رائے

اس پر آشوب زمانہ میں کہ ہر ایک فرقہ خواہ آریہ ہیں خواہ پادری صاحبان دیدہ و دانستہ کسی طرح سے افترا کر کے ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین اور اسلام کو برا ثواب کا کام سمجھتے ہیں ایسے وقت میں آریہ قوم میں سے ایسا منصف مزاج پیدا ہونا جو برہمو مذہب رکھتے ہیں۔ نہایت عجیب بات ہے۔ مؤلف کتاب نے بڑی اعتدال اور انصاف پسندی اور حق گوئی اور بے تعصبی کا عمدہ نمونہ دکھایا ہے۔ میرے نزدیک مناسب ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ اس کتاب کا ایک ایک نسخہ خرید لیں۔ قیمت بہی کم ہے۔ کتاب ایسی مقبول ہوئی ہے کہ اب سہ بارہ چھاپی گئی ہے۔ اور قیمت غیر مجلد ۸/ اور مجلد ۱۰/ ہے۔

ملنے کا پتہ

مینجر برہمو پرچارک نزد پنجاب براہمو سماج لاہور

# ڈاکٹر برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

بیس برس سے سارے ہندوستان میں استعمال میں آ رہی ہیں (۱) دمہ جیسے موذی مرض سے اچھا ہونا ہی دوا کے دو ایک مرتبہ سے ہی ہوتا ہے (۲) بیمار رہتے اس دوا کا استعمال کیجئے تو دمہ جڑ سے جاتا ہے (۳) پرانے دمہ والے یا جن کا دمہ کے ساتھ کھانسی ہو گیا ہے وہ بھی اس دوا سے بہت صحت پاتے ہیں۔ قیمت ایک شیشی والی دوا ایک روپیہ چار آنہ محصول ایک سے تین شیشی تک ۵/۔ ڈاکٹری میں طاقت دینے والی دوائیوں میں مشہور دوا فاسفورس اشکینا اور ڈیمیانا ملا کر گولیاں بنی ہیں۔ مغز۔ ریڑھ۔ رگ۔ ماس اور خون کو طاقت دیتی ہے اس لئے ان کی کمزوری سے پیدا ہوئے معمولی کمزوری ہلدل۔ یاد۔ معمولی ہاتھ پیر کا قوی باہ کی گولیاں کانپنا۔ لقوہ۔ وغیرہ ان گولیوں سے آرام ہوتے ہیں دو ہفتہ کی خوراک تین گولیوں کی شیشی قیمت ایک روپیہ۔ ڈاک محصول ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵/۔ ہر ایک اقسام کی مستورات کی دوا ہے۔ ہر طرح کا رحم کی بیماری یہ روک حمل کی کمزوری پیڑہ جانگ امراض مستورات کی دوا میں درد وغیرہ کو مٹا کر اس دوا کے استعمال سے رحم کی خرابی دور ہو کر جسم قوی ہوتا ہے۔ ایک دفعہ اس دوا کی بھی آزمایش کیجئے قیمت ایک شیشی ایک روپے چار آنے۔ سولہ خوراک۔ ڈاک محصول ۶/ ان دوائیوں کے مفصل حال سرٹیفکٹوں کے بڑی کتاب بلا قیمت ملتی ہے۔ منگا کر پڑھیئے۔

المشتہر۔ ایس کے برمن ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

# پانچ روپے (۵) سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

پہلے کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۳۸۸ روپے تصدیق کر چکے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ دیکھئے کہ روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر بی۔ این صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر پایا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دے کر ہڈیوں کے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتی ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی بیٹ ہو کر آب ہو جاویں۔ ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود استہارانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ۔ اور ۳۸۸ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل اور بہترین دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یہ وہ مقوی روح ہے جو دو روز میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت نوجوانات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف الاعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابطیس اور اختلاج قلب کے واسطے بہترین تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بیدلی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اسکے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ باوجود ان اوصاف کے روح کی قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (عہ)۔ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال کی ہے اور مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے وہ ہمارا روغن دافع سستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی۔ لاغری وغیرہ دور کر کے منتشرہ طاقت بحال کرتا ہے۔ بالکل گئے گذرے مریضان نامردی کو پورا پورا مرد بناتا ہے۔ قیمت فی شیشی روغن دافع سستی چار روپے چار آنہ (للعہ)۔ یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر۔ پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں ٭